امام ابوحنیفہ کی قانون ساز کمیٹی کی حقیقت

تصنیف

شیخ الحدیث مولانا کرم الدین سلفی

مکتبہ ابن کرم
ibn_e_karam@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ﴾

" اے ایمان والو ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو "

(سورة التوبة آیت: 119)

فہرست عناوین

((عرض ناشر))

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین وعلی آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلی یوم الدین . أمّا بعد

علمائے احناف عام طور پر یہ بیان کرتے چلے آرہے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے فقہ کی تدوین کے لئے چالیس بڑے بڑے محدثین پر مشتمل ایک مجلس، قانون ساز کمیٹی، منتخب کی تھی، امام صاحب ان سے مشورہ لیتے تھے، ہر قسم کا مسئلہ زیر بحث آتا تھا، اگر مجلس کا کسی مسئلہ پر اتفاق ہوجاتا تو درج کرلیا جاتا عدم اتفاق کی صورت میں کئی کئی روز اس مسئلہ پر بحث ہوتی رہتی تھی، 121ھ سے لیکر امام صاحبؒ کی وفات 150ھ یعنی تیس سال تک یہ کام ہوتا رہا۔

مولانا شبلی نعمانی، مولانا محمد یوسف بنوری کراچی، مولانا مودودی، مولانا احمد رضا شاہ بجنوری وغیرھم نے خاص طور پر اس مجلس کا ذکر کیا ہے۔ [1]

اس سے فقہ حنفی کی برتری ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ عالم وجود میں اس کی کوئی حقیقت نہ تھی، ایک افسانہ سے زیادہ اس کی وقعت نہیں ہے، اس کے بے اصل ہونے کے چند وجوہ ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو: سیرت النعمان، ماہنامہ رسالہ بینات کراچی ربیع الاول 1385ھ مطابق 1969ء، خلافت وملوکیت، مقدمہ انوار الباری شرح صحیح البخاری۔

[وجہ اول] آج تک کوئی بڑے سے بڑا حنفی عالم چالیس اراکین مجلس کے نام شمار نہیں کر سکا صرف چند اشخاص کے نام ذکر کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

چنانچہ علامہ شبلی لکھتے ہیں: ''امام صاحبؒ کے بے شمار شاگردوں میں سے ہم ان چالیس شخصوں کا مختصر تذکرہ لکھنا چاہتے تھے جو امام صاحبؒ کے ساتھ تدوین فقہ میں شریک تھے لیکن افسوس ہے کہ ہم ان میں سے صرف چند شخصوں کا نام معلوم کر سکے''۔ ❶

[وجہ ثانی] اراکین مجلس کی تاریخ ولادت، حالات، مشاغل، اوطان اور تاسیس مجلس کی تاریخ پر غور کرنے سے معمولی سمجھ والا انسان بھی اس مجلس کی اصل حقیقت بخوبی جان سکتا ہے۔

اگر بفرض محال یہ مان بھی لیں کہ اس کمیٹی کا وجود تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کیا دین اسلام کو نامکمل چھوڑ کر اس دنیا سے تشریف لے گئے جو احناف حضرات کو قانون ساز کمیٹی بنا کر اسے مکمل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی؟ [نعوذ باللہ]

حالانکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾۔ ❷

یعنی ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنا انعام بھر

---

❶۔ سیرۃ النعمان صفحہ: 182 طبع دیوبند۔ ❷ سورۃ المائدۃ آیت: 3۔

پورا کر دیا، اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا ''۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا :((تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا : کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ)) ❶

یعنی ''میں تمہیں دو چیزیں ایسی سونپ چلا ہوں کہ جب تک انہیں مضبوط تھامے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ایک کتاب اللہ دوسری سنت رسول اللہ'' [یعنی قرآن وحدیث]۔

ان ہی دو چیزوں پر دین اسلام کامل اور تمام ہوا پس جو قرآن وحدیث میں ہے شریعت ہے، یہی دو چیزیں آپ ﷺ اپنی امت کو عمل کے قابل بتا کر دنیا سے تشریف لے گئے آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس یہی دو چیزیں عمل کے لئے تھیں تابعین اور تبع تابعین کا عمل بھی انہی دو چیزوں پر رہا نہ کسی تیسری چیز کی انہیں ضرورت محسوس ہوئی نہ کوئی تیسری چیز انہوں نے ایجاد کی۔

صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے زمانوں کے گزرنے کے بعد جہاں دین اسلام میں اور بہت سی بدعتیں ایجاد ہوئیں وہاں ایک تقلید شخصی بھی ایجاد ہوئی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں :۔

---

❶۔ موطا امام مالک، ج:2، ص:899۔ طبع فواد عبدالباقی

((فإن أهل السنة والجماعة قد افترق بعد القرون الثلاثة أو الأربعة على أربعة مذاهب))

''یعنی اہل سنت والجماعت تیسری یا چوتھی صدی کے بعد چار مذہبوں میں بٹ گئی''۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ چاروں مذاہب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، چار سو برس کے بعد مسلمانوں میں پھیلے، چار سو برس تک مسلمان ان سے دور تھے، لیکن چار سو برس کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نورانی احادیث کی جگہ امت کے چار اشخاص کے اقوال اور ان کی رائے اور قیاس کو دے دی، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی نسبت بھی اپنے نبی ﷺ سے ہٹا کر ان امتیوں کی طرف کر لی اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ آج نبی کریم ﷺ کی طرف نسبت کرنے والوں کو لا مذہب اور بے دین سمجھا جانے لگا ہے اور اسلام کا معیار فقط بزرگوں کے اقوال اور انکی رائے پر رہ گیا ہے۔

مولانا جونا گڑھی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''مسلمانو! افسوس صد افسوس! آج اگر غیر مسلم اقوام یہ معلوم کر لیں کہ مسلمانوں کے دین میں یہ بات بھی اب داخل ہو گئی ہے کہ سوائے اللہ اور رسول کے دوسروں کی تابعداری کے طوق انہوں نے گردن میں ڈال لئے ہیں اور کچھ لوگ ایسے مقرر کر لئے ہیں کہ جب تک ان کی سرکار سے اجازت نہ ہو لے یہ قرآن وحدیث پر عمل نہیں کر سکتے تو وہ غالباً

مسلمانوں کی بربادی پر شادیانے بجائیں اور پھولے نہ سمائیں، آہ! وہ کتنے خوش ہوتے ہوں گے جب انہیں معلوم ہوتا ہوگا کہ اس زمانے کے مسلمانوں نے اپنی نسبت بھی اپنے نبی ﷺ کی طرف سے ہٹالی وہ محمدی نہیں کہلواتے بلکہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہلواتے ہیں بلکہ محمدی کہلوانے والے کو لامذہب اور بے دین کہتے ہیں اور اس مہلک مرض میں نہ صرف ان کے عوام اور بے پڑھے لوگ ہی گرفتار ہیں بلکہ ان کے علامہ اور شمس العلماء اور وہ لوگ بھی اس مرض کے مریض ہیں جو دستار فضیلت سر پر باندھے ہوئے مولانا بنے مدارس دینیہ میں درس وتدریس میں مشغول ہیں، آہ مسلمانو! قرآن وحدیث میں کیا نہ تھا جو تمہیں فقہ اور رائے قیاس میں نظر آیا، وہ کون سی نورانیت تھی؟ وہ کون سی بھلائی تھی؟ وہ کون سی سمجھداری اور دانش مندی تھی؟ وہ کون سی خیر وبرکت تھی؟ جو رسول اللہ ﷺ نے تم سے چھپائی اور فقہاء نے عطا فرمائی؟ ذرا بتلاؤ تو پیغمبر ﷺ میں کون سی کمی تھی، کون سا نقصان تھا، کون سی برائی تھی، اور کون سی نیکی نہ تھی، کون سی نورانیت کون سی بزرگی اور فضیلت آپ میں نہ تھی؟ جو تم نے اماموں میں پائی کہ اپنی نسبتیں اپنے پیغمبر ﷺ سے ہٹا کر ان کی طرف کرلیں۔

نمود روئے توگل ہائے باغ راچہ کنم
چو آفتاب برآمد چراغ راچہ کنم

آہ! یہودی آج تک اپنے تئیں موسائی کہلوائیں، نصاریٰ آج تک اپنے

تئیں عیسائی کہیں لیکن امت محمد ﷺ اپنے تئیں محمدی ﷺ نہ کہے بلکہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہلوائے فإنا لله وإنا إليه راجعون"۔ ❶

مسلمانو! اگر دنیا وآخرت میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ❷

یعنی "لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہاری خطائیں معاف فرمادے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے"

کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن ہم ان لوگوں میں شمار کیے جائیں کہ جن کے بارہ میں قرآن پاک کا ارشاد ہے: ﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلاً ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلاً﴾ ❸

یعنی "اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو چبا کر کہے گا کاش کہ میں نبی کی راہ پکڑتا [یعنی سنت نبوی ﷺ کی اتباع کرتا] ہائے ہائے افسوس کاش کہ میں فلاں کو

---

❶: طریق محمدی صفحہ:93،94۔ ❷: سورۃ آل عمران آیت:31۔

❸: سورۃ الفرقان آیت:27،28۔

دوست نہ بناتا ''۔

مسلمانو! اگر تم فلاح چاہتے ہو، اگر تم قیامت کے دن کامیاب ہونا چاہتے ہو تو انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون [یعنی قرآن وحدیث] کی پیروی کرو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن ہمیں نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین۔

تقی الدین احمد بن کرم الدین السلفی

۱۵ ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ مطابق 3 جون 2004

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قانون ساز کمیٹی

احناف حضرات بیان کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے مسائل فقہیہ کا استنباط کرنے کے لئے چالیس بڑے بڑے محدثین، اذکیاء اور صلحاء کی ایک کمیٹی مقرر کی۔

امام صاحب مسائل فقہیہ کے استنباط کے لئے اس کمیٹی سے مشورہ لیتے تھے اس کمیٹی میں ہر قسم کا مسئلہ پیش ہوتا تھا تا کہ فقہ کا استنباط کیا جائے اگر کسی مسئلہ پر کمیٹی کا اتفاق ہو جاتا تو اس مسئلہ کو درج کر لیا جاتا اور اگر اتفاق نہ ہوتا تو اسی مسئلے پر کئی روز تک بحث جاری رہتی۔

علامہ شبلیؒ نے بھی سیرت نعمان میں اسی مجلس کا ذکر کیا ہے اس بے حقیقت اور بے معنی کہاوت کو...... ماہانہ بینات کراچی بابت ماہ ربیع الاوّل 1385ھ مطابق 1969ء نے نقل کیا اور یہاں تک مضحکہ خیز ارشاد فرمایا ہے کہ اس کمیٹی کی وجہ سے ہی حنفی مذہب کو قبول عند اللہ اور عند الناس کا اس قدر درجہ حاصل ہوا ہے کہ باقی تینوں مذاہب کو مل کر بھی نصیب نہیں ہوا اور اس مذہب کے سامنے مذاہب ثلاثہ انفرادی اور شخصی مذاہب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

امام صاحبؒ نے جو کمیٹی قائم کی تھی اس کا کس حد تک ثبوت ملتا ہے یا کہ یہ حقیقتاً اپنے مذہب کی فوقیت ظاہر کرنے اور عوام الناس کو گمراہ کرنے کا ایک بہانہ ہے۔

اس مذہب کو عند اللہ اور عند الناس کس قدر قبولیت سے دیکھا جاتا ہے؟

عند اللہ جو اس مذہب کو فوقیت ہے اس فوقیت کو ہم نہیں جانتے و اللہ أعلم بالصواب ...... لیکن یہ کہتا ہوں اور دعویٰ سے لکھ رہا ہوں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ یعنی جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے گویا وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور جو اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، ان حضرات کے لئے یہ دلیل ہی کافی ہے۔

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں یا اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں؟ اس کے لیے یہ ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

تقریر ترمذی شریف صفحہ: 650 میں ان کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن کا بیع خیار کے بارے میں قول ہے کہ: ((الحق والإنصاف أن الترجیح للشافعی فی هذه المسئلة ونحن مقلدون یجب علینا تقلید إمامنا أبی حنیفة)) [1]

''یعنی حق اور انصاف کی بات یہی ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کے مسلک کو

---

[1]: تقریر ترمذی بحث: باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا صفحہ: 39 مطبوعہ رشیدیہ دہلی۔

ترجیح حاصل ہے چونکہ ہم مقلد ہیں اس لئے ہم پر اپنے امام ابوحنیفہ ؒ کی ہی تقلید واجب ہے''۔

اس عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان حضرات کے شیخ الہند نے صحیح مسلک اور حدیث رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر اپنے امام اور اپنی خواہش کی پیروی کی، جو لوگ اپنی خواہش کے مطابق قرآن وحدیث سے انحراف کرتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:۔

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ (1)

''پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کردی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا''

تو جن لوگوں کے متعلق اتنا واضح اور سخت حکم ہو اور پھر مولانا........ یہ ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ حنفی مذہب، مذاہب ثلاثہ سے زیادہ مقبول ہے، یہ بات ایسی ہی ہے جیسے کہ اپنے منہ میاں مٹھو بننا، باقی رہا لوگوں کے نزدیک اس مذہب کی قبولیت کے کیا اسباب تھے، اس حنفی مذہب نے لوگوں کی خواہشات اور امراء کی من مانیوں کی کس طرح ترجمانی کی اور اس حنفی مذہب نے کس طرح لوگوں کو اور امراء کو تحت الثریٰ کے گڑھے میں پھینک دیا۔

---

(1): سورۃ مریم آیت:59۔

اگر وقت ملا تو ان شاء اللہ پھر کسی وقت اس کی حقیقت کو ظاہر کروں گا اور بتاؤں گا کہ اس مذہب نے کس طرح امراء کی من مانیوں کی ترجمانی کی۔

قانون ساز کمیٹی کے افراد

اب ذرا امام صاحبؒ کی قانون ساز کمیٹی کی وضاحت اور حقیقت دیکھئے :

بقول علامہ شبلی نعمانی ''یہ قانون ساز کمیٹی 121ھ میں بنائی گئی اور یہ کمیٹی کم از کم تیس برس تک مسائل فقہیہ کا استنباط کرتی رہی یعنی 150ھ تک جو امام صاحبؒ کی وفات کا سال ہے'' [1]

اب غور اس بات پر کرنا ہے کہ اس مشاورتی کمیٹی میں بڑے بڑے صالحین اور اذکیاء کیسے شامل ہوئے اور بعض بچے ہی بڑے محدث کیسے بنے اور بعض اپنی ماں کے بطن ہی میں کبیر محدث اور اذکیاء بن کر قانون ساز کمیٹی میں کس طرح شامل ہو گئے۔

مولوی صاحب نے کمیٹی کے چالیس افراد کہہ کر جن سولہ افراد کا ذکر کیا ہے اُن کے نام یہ ہیں:۔

(1) قاضی ابو یوسفؒ (2) محمد بن حسن الشیبانیؒ (3) زفر بن الہذیلؒ

(4) اسد بن عمروؒ (5) یوسف بن خالد سمتیؒ (6) نوحؒ بن ابی مریم

---

[1] : سیرۃ النعمان صفحہ:226۔

(7) وکیعؒ (8) حمزہ زیات (9) یحییٰ بن زکریا

(10) عافیۃ ازدیؒ (11) حفصؒ بن غیاث (12) مندل

(13) قاسم بن معنؒ (14) حبّانؒ (15) فضیل بن عیاضؒ

(16) داؤد طائی

مندرجہ بالا اکابر علماء امت اس مجلس شوریٰ میں شامل تھے۔

(1) قاضی ابو یوسفؒ

تاریخ التشریع الاسلامی کے صفحہ: 234 پر لکھا ہے:۔

((أبو یوسف یعقوب بن إبراهیم انصاری ولد سنہ ۱۱۳ھ ولما شب اشتغل بروایۃ الحدیث فروی عن هشام بن عروۃ وأبی إسحاق الشیبانی وعطاء بن السائب وطبقتهم ثم انتقل إلیٰ أبی حنیفة))

یعنی ”امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری 113ھ میں پیدا ہوئے اور جب جوان ہوئے تو علم حدیث حاصل کرنے کا آغاز کیا اور سب سے پہلے ہشام بن عروۃ، ابو اسحاق الشیبانی، عطاء بن سائب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے روایت کی [پھر ابن ابی لیلیٰؒ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ان کے پاس ایک مدت تک فقہ حاصل کرتے رہے] اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ کے پاس تعلیم حاصل

کرنے کے لئے تشریف لے گئے“۔

دوسری کتب تواریخ میں بھی امام ابو یوسف ؒ کی تاریخ ولادت 113ھ ہی لکھی ہے اس وضاحت کے بعد مولانا صاحب کا مذکورہ بالا بیان میری سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ مجلس قانون ساز کا آغاز بقول علامہ شبلی نعمانی کے 121ھ میں ہوا، اس وقت امام صاحب ؒ کی عمر صرف سات آٹھ سال کی بنتی ہے اس لحاظ سے مولانا کا دعویٰ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ نے اپنے وقت کے کبار محدثین کی چالیس افراد پر مشتمل جماعت منتخب فرمائی اور ان کے تعاون اور مشورہ سے مسائل فقہیہ کے تحقیق کا کام شروع کیا اور ان چالیس افراد میں سب سے پہلے مولانا نے امام ابو یوسف ؒ کو شمار کیا ہے، عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ اتنی کمسنی یعنی سات آٹھ برس کی عمر میں امام ابو یوسف ؒ محدث اور فقیہ کیسے بن گئے اور ایک ایسی مجلسِ مشاورت کے ممتاز رکن کیسے بن گئے جو اسلامی فقہ کی تدوین اور اسلامی قانون کی تحقیق اور استنباطِ احکامِ شرعیہ کے لئے تشکیل دی گئی، میں مولانا سے پوچھتا ہوں کیا سات آٹھ سال کا بچہ فطری طور پر اس بات کی صلاحیت رکھتا ہے کہ اتنی کمسنی میں استنباط اور اجتہاد کے عظیم مرتبہ پر فائز ہو کر قانونی باریکیوں، فقہی نکات اور پیش آمدہ نئے نئے حوادث کی گہرائیوں کو سمجھتے ہوئے ایک بین الاقوامی قانون ساز مجلس میں شرکت کر سکے، پھر کیا اتنی عمر میں امام ابو یوسف ؒ میں وہ شرائط پائی گئی تھیں جو احناف حضرات نے ایک محدث کبیر

اور صالح بننے میں لگائی ہیں ؟

پھر احناف کا یہ قانون ہوتے ہوئے امام ابو یوسفؒ کی شرکت 121ھ میں کیونکر تسلیم کی گئی اور پھر امام صاحب کا ذکر ان لوگوں میں سرفہرست کیسے کیا جاسکتا ہے جن کے مشورے سے اس مجلس قانون سازی کی تشکیل کی گئی، کیا مولانا صاحب کو علم تھا کہ ہماری جو شرائط ایک محدث میں پائی جانی چاہئے وہ امام ابو یوسفؒ میں اتنی کمسنی میں آگئی تھی ؟ یا پھر اپنا ہی قانون ان کے ذہن سے خارج ہو گیا تھا، مذہب کو فوقیت دینے کے لیے ایک من گھڑت بات لکھ دی ہے۔

اور علامہ شبلی نعمانیؒ نے لکھا ہے کہ: ''ابو یوسفؒ ابتداء میں افلاس کے باعث طلبِ معاش میں رہا کرتے تھے بعد میں پڑھنا شروع کیا '' (1)

حوالہ مذکورہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے عالمِ شباب میں علمِ حدیث کا آغاز کیا، اگر زمانہ شباب کو غور سے دیکھا جائے تو کم از کم چودہ یا پندرہ برس کی عمر ہو جاتی ہے گویا امام ابو یوسف نے 127ھ میں اپنی تعلیم شروع کی وہ بھی شروع میں ہشام بن عروۃ اور اسحاق اور عطاء بن سائب سے، قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ یہ فقہ اوّلاً ابن ابی لیلیٰ سے شروع کی نہ کہ امام صاحب کی مجلسِ مشاورت میں شمولیت سے، اگر صحیح بھی ہو جائے تو اس مجلس کے قائم ہونے کے کافی عرصہ بعد بحیثیت شاگرد شامل

(1): سیرت النعمان صفحہ:338۔

ہوئے ہوں گے نہ کہ محدث کبیر، مجتہد، فقیہ، مجلسِ مشاورت کے نمایاں رُکن اور استاذِ زمانہ کی حیثیت سے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ امام ابویوسفؒ کی پیدائش 117ھ میں بھی لکھتے ہیں۔ ❶

اگر یہ پیدائش بقول علامہ شبلی نعمانیؒ تسلیم کرلی جائے تو یہ مسئلہ اور زیادہ پیچیدگی اختیار کر لیتا ہے، ان کا ایک اور قانون ہے اور اہل کوفہ کا تو یہ مسلمہ قانون ہے کہ وہ اپنی اولاد کو جب بیس برس کی ہو جاتی تو علم حدیث حاصل کرنے کے لئے بھیجتے اور اس بات کو بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ ہماری اولاد بیس برس کی عمر سے پہلے علم حدیث حاصل کرنے کے لیے جائے جیسا کہ ''توضیح الافکار'' جلد دوم صفحہ: 287 میں لکھا ہے۔

((قال موسیٰ بن إسحاق: كان أهل الكوفة لايخرجون أولادهم فی طلب الحديث صغاراً حتی يتكملواعشرين سنة وقال موسیٰ بن هارون: أهل البصرة يكتبون لِعشرسنين وأهل الكوفة لعشرين سنة)) ❷

''موسیٰ بن اسحٰق کہتے ہیں کہ اہل کوفہ اپنے بچوں کو طلب حدیث کے لیے نہیں بھیجتے تھے بچپن میں جب تک کہ ان کے بیس سال پورے نہ ہوں (محمد بن عبداللہ کہتے ہیں ابوطالب بن نصر سے سُن چکا ہوں کہ فرماتے ہیں) موسیٰ بن ہارون

---

❶: سیرت النعمان صفحہ: 338۔ ❷: الكفاية فی علم الرواية صفحہ: 55 بیروت۔

(سے سُن چکا ہوں کہ وہ) فرماتے تھے کہ اہل بصرہ دس سال کی عمر میں حدیث لکھتے ہیں اور اہل کوفہ بیس سال کی عمر میں''۔

اس حوالہ کے مطابق اسی کتاب میں صفحہ: 296 پر اسی قسم کی عبارت ہے۔

قارئین کرام خود غور وانصاف سے دیکھیں کہ آیا امام ابو یوسفؒ اس قانون ساز کمیٹی کے رُکن ہو سکتے ہیں جب کہ خود اہل کوفہ کا قانون کمیٹی میں ان کی شمولیت کی تردید کرتا ہے، اس حساب سے امام ابو یوسفؒ کے صرف آخری دو چار سال شاگردی کے بنتے ہیں معلوم نہیں رکن کمیٹی کیسے بنادیے گئے۔

(2) محمد بن حسن الشیبانی

کتب تاریخ اور صحیح دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام محمد بن حسن الشیبانی مجلس قانون ساز کے ممتاز رکن تو کجا رکن اصغر بھی نہیں بن سکتے۔

بقول شبلی نعمانی سیرت نعمان میں ہے کہ امام محمد بن حسن 135ھ میں پیدا ہوئے جب کہ قانون ساز کمیٹی کا قیام 121ھ کو وجود میں آتا ہے یعنی 14 سال بعد میں پیدا ہوئے تو پھر یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ وہ قانون ساز کمیٹی کے آغاز میں شامل ہوگئے جس کی بنیاد 121ھ میں رکھی گئی۔

حالانکہ شبلی نعمانی صفحہ: 226 اور کردری صفحہ: 50 جلد اوّل میں لکھتے ہیں کہ اس غرض سے انہوں (امام ابوحنیفہؒ) نے اپنے شاگردوں میں سے چند نامور شخص

انتخاب کیے جن میں سے اکثر خاص خاص فنون میں جو تکمیل فقہ کے لیے تھے استادِ زمانہ تسلیم کیے جاتے تھے، امام محمدؒ کو ادب اور عربیت میں کمال حاصل تھا اور وہ تیس برس تک اس خدمت کو انجام دیتے رہے۔

آہ! قارئین کرام غور کیجیے دس یا گیارہ یا چودہ (برابر اختلاف روایات) کا لڑکا اس قسم کی مہتم بالشان مجلس میں بحیثیت نامور شخصیت اور استادِ زمانہ اور ادب و عربیت میں صاحبِ کمال ہوکر کیونکر شریک ہوسکتا ہے۔

ایسی بات لکھنا جو کہ بغیر دلیل کے ہو ایک عقل مند انسان کے شایانِ شان نہیں ہے لیکن یہ احناف بے چارے بھی مقلد ہونے کی وجہ سے مجبور ہیں اور مقلد کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ بغیر دلیل کے بات کرنا اور جو بھی زبان پر آئے قرآن وحدیث کی طرف منسوب کر کے کہہ دینا۔

یہ حضرات تو قرآن کے معانی اور الفاظ اور حدیثِ رسول کے الفاظ کو بدلنے سے باز نہیں آتے تو اس کمیٹی میں کبار علماء محدثین اور اذکیاء کا بغیر دلیل کے شامل کرنا بڑی بات نہیں۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی فرماتے ہیں: ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ والی اولی الامر منکم﴾ اور ظاہر ہے کہ اولوالامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے اور کوئی نہیں سو دیکھئے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء وجملہ اولی

الامر واجب الاتباع ہیں۔آپ نے آیت ﴿ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾ تو دیکھ لی اور آپ کو یہ اب تلک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن مجید میں یہ آیت ہے اسی قرآن میں آیت مذکورہ بالا معروضہ بھی ہے"۔ ❶

خط کشیدہ الفاظ کو دیکھئے اپنی حاجت برآری کے لئے بڑھایا گیا ہے اور چھ ملعونین میں داخل ہونے کا خوف تک دل میں نہ گزرا یہ زیادت سہو کاتب یا سبقت قلمی سے نہیں کیونکہ اس پر باقاعدہ استدلال کیا ہے اور قرآن میں موجود ہونے کی تحدی کی گئی ہے۔

ہے یہی گر تیری چشم سحر آفرین ہے
تو دل ہے نہ جان ہے نہ ایمان نہ دین ہے

اسی طرح شبلی نعمانی نے ایک فاء بڑھا کر تعصب مذہبی کا ثبوت دیا ہے وہ فرماتے ہیں: "کیونکہ ان تمام آیتوں میں عمل کو ایمان پر معطوف کیا ہے اور ظاہر ہے کہ جزء کل پر معطوف ہوسکتا ﴿من یؤمن باللہ فیعمل صالحا﴾ میں حرف تعقیب آیا ہے جس سے اس بحث کا قطعی فیصلہ ہوجاتا ہے"۔ ❷

---

❶: ایضاح الادلہ صفحہ: 97 مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان و مطبع قاسمی دیوبند۔

❷: سیرۃ النعمان صفحہ: 63 مطبوعہ قومی پریس چھتہ لال میاں دہلی 15 دسمبر 1892ء۔

نوٹ: آیت ﴿ من یعمل ﴾ سے لے کر "فیصلہ ہو جاتا ہے" تک کی عبارت سیرت النعمان مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی میں نہیں ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ناشرین نے مذہبی شرم کھا کر نکالا ہے مگر یہ بھی خیانت ہے بلکہ حاشیہ پر نوٹ لکھنا چاہیے تھا، بہر حال شبلی نعمانی صاحب کا یہ کرتب سہواً یا سبقت قلمی کی بنا پر نہیں تھا بلکہ عمداً دلیل اس پر یہ ہے کہ بعد میں اس نے اس فاء سے استدلال کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حرف تعقیب آیا ہے جس سے اس بحث کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے۔

محترم شبلی جیسے علامہ اور مولانا محمود الحسن جیسے عمدۃ المحققین خاتم المحدثین والمفسرین تاج العلماء قدوۃ الاولیاء کو یہ فکر دامنگیر نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

((سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُجَابُ، الزَّائِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ))۔ ❶

"چھ آدمی ہیں جن پر میں نے لعنت کی اور اللہ نے لعنت کی ہے ان میں سے ایک قرآن میں زیادہ [اضافہ] کرنے والا ہے" أعاذنا الله من اللعنة و الغضب. (آمین)۔

شبلی نعمانی نے سیرت نعمان میں لکھا ہے کہ امام محمد بن حسن رح کم وبیش دو برس

❶: صحیح حدیث ترمذی حدیث نمبر: 2154، مشکوٰۃ صفحہ: 22 باب الایمان بالقدر۔

امام صاحبؒ کی خدمت میں رہے امام صاحبؒ کی وفات کے بعد بقیہ تعلیم قاضی ابویوسفؒ سے حاصل کی، پھر مدینہ منورہ چلے گئے اور تین برس تک امام مالکؒ سے حدیث پڑھتے رہے اور امام محمد بن حسن بیس برس کی عمر میں مسند تدریس پر بیٹھے یعنی 155ھ میں۔

تو یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ جس شاگرد نے امام صاحب کے پاس صرف دو سال وہ بھی دس گیارہ برس کی عمر میں گزارے ہوں اور پھر امام صاحبؒ کے شاگردوں سے تعلیم حاصل کرتا رہا ہو۔ کیونکہ امام صاحب تقریباً 145ھ یا 146ھ میں جیل بھیج دیے گئے تھے اور جیل ہی میں وفات پائی تو وہ کس طرح قانون ساز کمیٹی میں فقہی پیچیدگیوں کو حل کرسکتا ہے؟

شبلی نعمانی فرماتے ہیں: ''منصور نے امام کو 146ھ میں قید کیا.......... منصور کو امام صاحب کی طرف سے جو اندیشہ تھا وہ قید خانے میں باقی رہا، جس کی آخری تدبیر یہ تھی کہ بے خبری میں ان کو زہر دلوادیا، جب ان کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو سجدہ کیا اور اسی حالت میں وفات پائی ''۔ (1)

---

(1): سیرۃ نعمان صفحہ: 78.

(3) امام زفر بن الہذیل

وفیات الاعیان۔ جلد: 2 صفحہ: 71 میں ہے :

((ومولده سنة عشر و مائة وتوفى فى شعبان سنة ثمان و خمسين ومائة))

''یعنی امام زفر رحمہ اللہ 110ھ میں پیدا ہوئے اور ماہِ شعبان 158ھ میں فوت ہوئے''۔

اس حساب سے مجلس کے آغاز 121ھ کے وقت ان کی عمر صرف دس گیارہ سال بنتی ہے، اتنی کمسنی میں محدث کبیر اور منتخب روزگار بن کر تحقیق مسائل فقہیہ کا کام شروع کرنا بالکل خلاف عقل ہے یہ بات اور بھی مضحکہ خیز ہو جاتی ہے کہ امام زفرؒ کچھ عرصہ اوروں کے پاس علم سیکھ کر پھر امام ابوحنیفہؒ کے زمرہ میں بطورِ شاگردی کے داخل ہوئے .... نہ کہ محدث کبیر بن کر۔

وفیات الاعیان جلد دوم صفحہ 71 میں ہے: ((وكان من أصحاب الحديث ثم غلب عليه الرأى وهوقياس أبى حنيفة))

یعنی ''امام زفرؒ پہلے اصحابِ حدیث میں سے تھے اور پھر ان پر امام ابوحنیفہ کا قیاس غالب آ گیا''۔

لسان المیزان جلد 2 صفحہ: 589 میں ہے: ((لم يسلك مسلك

صاحبیه و كان أقيس أصحابه و أكثرهم رجوعا إلى الحق))

یعنی ''امام زفرؒ اپنے ساتھیوں کے مسلک پرنہیں چلے ،وہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں سب سے زیادہ قیاس کرنے والے تھے اور حق کی طرف سب سے زیادہ رجوع کرنے والے تھے ''۔

مجموعہ فتاویٰ علامہ ابن تیمیہ جلد 4 صفحہ 47 میں ہے: ((يروىٰ عن أبى حنيفة أنّه قال لا تاخذوا بمقاييس زفر فانكم إن أخذتم بمقاييسه حرّمتم الحلال و حللتم الحرام))

یعنی ''حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ امام زفرؒ کے قیاسات کو مت پکڑو، کیونکہ اگر تم نے امام زفرؒ کے قیاسات کو پکڑ لیا (اپنالیا) تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر بیٹھو گے ''۔

الفوائد البهية فى تراجم الحنيفه صفحہ 75 اور سیرۃ النعمان صفحہ 352 میں ہے :

((قال أبونعيم كان ثقةً مامونا)) ❶

''ابونعیم فرماتے ہیں کہ زفرؒ ثقہ اور مامون ہیں ''۔

((قال الذهبى صدوق و ثقه ابن معين و غير واحد وقال ابن سعد لم يكن فى الحديث بشيئى))❷

---

❶: الفوائد البہیۃ صفحہ 75،لسان المیزان جلد: 2،صفحہ: 589۔

❷: میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 71،الفوائد البہیۃ صفحہ 76،لسان المیزان صفحہ 589۔

''ذہبی اس کو صدوق' اور ابن معین اس کو ثقہ کہتے ہیں، ابن سعد کہتے ہیں کہ وہ حدیث میں کچھ بھی نہیں تھے''

((وقال النووی : کان جامعاً بین العلم والعبادة وکان صاحب حدیث ثم غلب علیه الرأی' قال أبونعم: کان زفر ماموناً وقال یحییٰ بن معین: زفرصاحب الرأی ثقة مامون)) ❶

''نووی کہتے ہیں کہ وہ علم وعبادت کے جامع تھے اور حدیث والے تھے مگر اس پر رائے غالب آئی ، ابونعیم کہتے ہیں کہ زفر مامون تھا' یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں کہ زفرؒ رائے والے ثقہ مامون تھے''۔

((فان زفر کان کثیر الطرد لِمایظنه من القیاس مع قلة علمه بالنصوص... ولهذا توجد المسائل التی یخالف فیها أصحابه عامتها قیاسیة ولا یکون إلا قیاسا ضعیفا عند التأمل)) ❷

''اس لئے کہ زفرؒ قیاس کو زیادہ چلانے والے تھے اپنے خیال کے مطابق باوجود کم علمی کے نصوص پر، یہی وجہ ہے کہ وہ مسائل جن میں وہ اپنے ساتھیوں سے

---

❶: تہذیب الاسماء واللغات جلد 1 صفحہ 197۔

❷: مجموع الفتاویٰ امام ابن تیمیہ جلد 4 صفحہ 47 طبع ثانی 1399ھ۔

مخالفت کرتے ہیں ان سب سے اکثر قیاس پر مبنی ہیں، جب غور کرو گے تو وہ بھی قیاس میں ضعیف پائے جاتے ہیں ''

دیکھ لیجیے:۔ اوّلاً تو امام زفرؒ اپنے امام اور اصحاب کے مسلک پر نہیں چلے تو پھر مسائل فقہیہ کا بالاتفاق حل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔

ثانیاً امام ابوحنیفہؒ خود فرما رہے ہیں کہ امام زفرؒ کے قیاسات کو مت لو (کیونکہ وہ قیاسات قرآن وحدیث کے خلاف ہوتے ہیں) کیا انہی قیاساتِ ردیہ پر فخر سے گردن کو اُونچا کیا جاتا ہے اور کیا ایسے ہی قیاسات پر فقہ حنفی کا مدار ہے؟

(4) اسد بن عمرو

ان کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔

((وقال ابن حبّان كان يسوّی الحديث علىٰ مذهب ابی حنيفة)) ❶

یعنی ''اسد بن عمرو امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تائید کے لئے احادیث گھڑا کرتا تھا ''۔

علامہ عبدالحیؒ فرماتے ہیں :((وقد اختلف عبارات المحدثين فی توثيقه و تضعيفه، فقال يزيد بن هارون: لا يحل الأخذ عنه ' وقال يحيیٰ :كذوب ليس بشئ ' وقال البخاری

❶: میزان جلد 1 صفحہ 206۔

ضعیف ' وقال ابن حبان کان یسوی الحدیث علیٰ مذهب ابی حنیفة))۔❶

محدثین کی عبارتیں اس کے ثقہ یا ضعیف کہنے میں مختلف ہیں...... یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ اس سے روایت جائز نہیں، یحییٰ کہتے ہیں کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے، جھوٹا ہے بخاری اس کو ضعیف کہتے ہیں، ابن حبّان فرماتے ہیں کہ وہ امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر حدیثیں بنایا کرتا تھا "

اندازہ کیجیے: ایسی مجلس کا کیا حال ہوگا جس میں اپنی طرف سے حدیثیں بنانے والے موجود ہوں؟!

(5) یوسف بن خالدالسمتی

اس میں کوئی شک نہیں کہ یوسف بن خالد سمتی امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہے ہیں۔

((إنه كان قديم الصحبة لأبي حنيفة كثير الأخذ عنه)) ❷

یعنی "یوسف بن خالد نے امام صاحبؒ سے بہت کچھ حاصل کیا اور کافی عرصہ پاس رہے "۔

ائمہ محدثین کرام کی آراء بھی اُن کے متعلق غور سے ملاحظہ فرمایئے۔

---

❶: الفوائد البهية.

❷: الفوائد البهية .

1. ((ھو عند المحدثین مجروح کما قال السمعانی)) ❶

یعنی ''یوسف بن خالد محدثین کے نزدیک مجروح ہیں اور قابلِ حجت نہیں ہیں''

2. اسی الفوائد البھیة صفحہ 228 میں ہے :

((وکان یضع الحدیث علی الشیوخ، لا تحل الروایة عنه ولا الإحتجاج به وکان ابن معین یقول: یوسف بن خالد یکذب وقال مرة ھو کذاب خبیث وقال مرة کذاب زندیق لا یکتب حدیثه))

یعنی ''اپنی طرف سے حدیثیں بنا کر استادوں کی طرف منسوب کر دیا کرتا تھا، اس سے روایت لینی درست نہیں ہے اور نہ ہی قابل حجت ہے، علامہ ابن معینؒ فرمایا کرتے تھے کہ یوسف بن خالد کذاب (بہت جھوٹ بولنے والا) خبیث اور زندیق ہے (مرتد) اس سے حدیث نہ لی جائے ''۔

3. ((وقال أبوحاتم الرازی ذاھب الحدیث 'أنکرت قول ابن معین فیه: زندیق 'حتی حمل الیّ کتابا قد وضعه فی التجھم ۔ ینکرفیه المیزان والقیامة فعلمت أنّ ابن معینٍ لَا یتکلّمُ إلّا عن بصیرة و فھمٍ)) ❷

---

❶: الفوائد البھیة صفحہ 227، از مولانا عبدالحیٔ حنفی۔

❷: تہذیب التہذیب صفحہ 411 جلد 11، الفوائد البھیة صفحہ 228۔

یعنی ''ابو حاتم رازی کہتے ہیں کہ میں نے یوسف بن خالد کے بارے میں ابن معین کے قول کا انکار کیا، یہاں تک کہ ابن معینؒ نے فرقۂ جہمیہ ضالہ کی تائید میں وضع کردہ اس کی کتاب میرے سامنے رکھ دی جس میں میزان (ترازو) اور قیامت کا انکار کیا تھا تو میں سمجھ گیا کہ ابن معینؒ علم وفہم کے ساتھ کسی میں کلام کرتے ہیں''۔

4. ((وقال ابن حبان. كان يضع الأحاديث على الشيوخ و يقرءُ ها عليهم ثمّ يرويها عنهم، لاتحلّ الرواية عنه)) ❶

یعنی ''ابن حبانؒ نے فرمایا کہ یوسف بن خالد احادیث بنا بنا کر اساتذہ پر پڑھتا تھا اور پھر ان کو ان کی طرف سے روایت کرتا تھا، اس سے روایت کرنی صحیح نہیں ہے''

((ولذالك انّ الجهميّة تتقلّدُ قولهُ وتجعلهُ إمَامًا)) ❷

یعنی ''انہی وجوہات اور اسباب کی بنا پر فرقہ جہمیہ ضالہ مضلہ اس کی تقلید کرتا ہے اور اس کو اپنا امام جانتا ہے''۔

جو آدمی جہمیہ گمراہ فرقے کا امام ہو اور حشر ونشر جیسے بنیادی عقائد کا منکر ہو اس کو ایسی کمیٹی میں شامل کرنے سے عقائد و اعمال میں کیا خیر منائی جاسکتی ہے، غالبًا اسی لئے علامہ ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں اس مذہب کو معجون مرکب قرار

❶: تہذیب التہذیب صفحہ 412 جلد 11۔

❷: تہذیب التہذیب صفحہ 412 جلد 11۔

دیا ہے، جیسے معجون کئی اشیاء سے مل کر بنتی ہے اسی طرح یہ مذہب بھی مختلف فرقوں کے عقائد واعمال سے بنا ہے۔

(6) نوح بن ابی مریم

مولانا بنوری صاحبؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی قانون ساز کمیٹی کے افراد کا شمار کرتے ہوئے چھٹے نمبر پر نوح بن ابی مریم کا ذکر کیا ہے ذرا ان کے متعلق بھی محدثین کی آراء ملاحظہ فرمایئے: ((هو و إن كان فقيها جليلا إلا أنه مقدوح فيه عند المحدثين حتى قالوا : إنه وضاع))❶

یعنی ''اگر چہ فقیہ جلیل تھے لیکن محدثین کے نزدیک مجروح ہیں اور من گھڑت حدیثیں بنانے والے ہیں''۔

علامہ برہان الدین الحلبی اپنے رسالہ کشف الحثیث میں فرماتے ہیں کہ نوح بن ابی مریم وضع حدیث کے ساتھ متہم ہے۔ ❷

ان کا لقب الجامع تھا، ابوحاتم فرماتے ہیں کہ((جمع كل شئى إلا الصدق))❸

''سچ کے علاوہ انہوں نے سب کچھ جمع کر رکھا ہے ''۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:((كَانَ يَضَعُ)) کہ یہ نوح بن ابی

---

❶: الفوائد البهية ،صفحہ:221۔ ❷: الفوائد البهية ،صفحہ:221۔

❸: الفوائد البهية ،صفحہ:226

مریم احادیث گھڑا کرتا تھا۔ ❶

نعیم بن مبارک نے نوح ابن ابی مریم کے بارے میں فرمایا کہ بس وہ صرف لاالــــہ الااللّٰہ پڑھتے ہیں، اس کے اسی کلمہ پر اعتبار ہے باقی کسی بات پر اعتماد نہیں۔

تذکرۃ الموضوعات صفحہ 133 میں ہے کہ نوح ابن مریم کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

الفوائد المجموعة فی الأحادیث الموضوعة کے صفحہ 36 میں ہے:

((نوح ابن أبی مریم وضاع کذاب))

یعنی ''نوح ابن ابی مریم اپنی طرف سے احادیث بنانے والا اور بہت جھوٹ بولنے والا ہے ''۔

((وذكر الحاكم أبوعبدالله: أنّه وضع حديث فضائل القرآن)) ❷

یعنی ''نوح بن ابی مریم نے قرآن کے فضائل کے بارے میں احادیث اپنی طرف سے گھڑی اور بنائی ہیں ''۔

((وقال أبو علی النیسابوری' کان کذّ ا باً : قَالَ وقال أبو

❶: تقریب التہذیب 'صفحہ :527۔

❷:تہذیب التہذیب' جلد :10 صفحہ :488، توضیح الأفکار'جلد:2' صفحہ: 81۔

سعید النقاش روی الموضوعات' وقال الساجی :متروک الحدیث عندهٔ أحادیث بواطیل)) ❶

یعنی ''نوح بن ابی مریم جھوٹ بولنے والا، من گھڑت، بناوٹی احادیث روایت کرنے والا اور باطل احادیث رکھنے والا تھا''۔

میزان الاعتدال صفحہ 279 جلد 4 .....الفوائد البہیة 'صفحہ:222۔

((وقال أبوحاتم بن حبان کان یقلب الأسانید ویروی عن الثقات مالیس من أحادیث الأثبات لایجوز الإحتجاج به بحال))

''ابوحاتم بن حبان فرماتے ہیں کہ نوح ابن ابی مریم سندوں کو الٹ پلٹ کرتا تھا اور ثقات سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو کہ ثقہ لوگوں سے نہیں ہوتیں، اس سے کسی حالت میں احتجاج جائز نہیں ''۔

((وقال أحمد :لم یکن بذاك فی الحدیث' وقال مسلم وغیره: متروك الحدیث 'وقال البخاری: منکرالحدیث ' وقال ابن عدی: عامةما أوردت له لا یتابع علیه وهو مع ضعفهٖ یکتب حدیثه' وقال سئل ابن المبارك عنه فقال ؟ هو یقول لااله الا اللّٰه)) ❷

❶: تهذیب التهذیب جلد:10'صفحه 488۔❷: میزان الاعتدال جلد:4' صفحه:279۔

''امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں ایسا قوی نہیں تھا، مسلم وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہیں، امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ منکر الحدیث ہیں ابن عدی کہتے ہیں کہ عام وہ احادیث جن کو میں نوح سے لایا ہوں وہ سب ایسی ہیں جن پر اس کی متابعت نہیں کی گئی ہے وہ باوجود اس کے ضعف کے اس کی حدیث لکھی جاسکتی ہے''۔

اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ خود اس نے وضع حدیث کا اقرار کیا ہے چنانچہ الفوائد المجموعة صفحہ 296 اور قواعد التحدیث صفحہ 156 میں ہے:

((نوح بن أبی مریم قد أقرّ بأنّهٗ الواضع))

تدریب الراوی صفحہ 185 میں ہے:

((وقد وضعت فی فضل علّی سبعین حدیثاً)) [1]

''یعنی نوح بن ابی مریم کہتا ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کی فضیلت میں ستر (70) حدیثیں بنائی ہیں ''۔

---

[1]: تعلیق: یہ عبارت تدریب الراوی میں نوح بن ابی مریم کے بجائے میسرۃ بن عبد ربہ کی طرف منسوب ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں 70 حدیثیں اس نے گھڑی ہیں البتہ نوح بن ابی مریم نے قرآن کی سورتوں کے فضائل میں احادیث گھڑنے کا اعتراف کیا ہے دیکھئے: تدریب الراوی صفحہ 282۔ (ابواحمد عمری)

حضرات! جس قانون ساز کمیٹی کے ارکان محدثین کی بیان کردہ برائیوں میں ملوث ہوں تو قانون ساز کمیٹی کا کیا حشر ہوگا، یقین رکھئے کہ ایسے افراد اسلامی قانون اور اسلامی فقہ قطعاً مدون نہیں کر سکتے اور جس مذہب کے بانی ایسے لوگ ہوں اس کا کیا کہنا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کمیٹی کی نسبت ابوحنیفہؒ کی طرف کرنا اور یہ کہنا کہ ان کو امام صاحبؒ نے اپنی کمیٹی میں اسلامی قوانین مدون کرنے کے لئے شامل کیا تھا امام صاحبؒ کی توہین ہے، کیوں کہ امام صاحبؒ تو ایسے لوگوں سے کوسوں دُور رہنے والے تھے، آپ کا تقویٰ وطہارت، پاکبازی، خشیت الٰہی، حزم واحتیاط اس چیز کا تقاضا کرتے ہیں کہ ایسی مہتم بالشان مجلس میں ایسے افراد کو داخل نہیں کر سکتے تھے۔

(7) امام وکیع

امام وکیع بہت بڑے امام اور محدث تھے لیکن 121ھ میں آغاز کردہ مجلس کا رکن بننا قطعاً ناممکن اور محال ہے کیونکہ: ((وُلِدَ سَنَةَ تسع وّعشرين ومائةٍ)) [1] یعنی ''ان کی پیدائش 129ھ میں ہوئی''۔

((قَالَ هارُونُ بن حاكمٍ سمعتُ وكيعًا يقول ولدتّ سنة ثمانٍ

[1]: تذکرۃ الحفاظ جلد1 صفحہ:286، 307 مطبوعہ احیاء التراث العربی بیروت، تحفۃ الأحوذی جلد1 صفحہ :7۔

وّعشرين ومائةٍ)) ❶

((وقيل ولد سنة سبع وقيل سنة تسع)) ❷

یعنی ''امام وکیع 129ھ یا 128ھ میں پیدا ہوئے ''۔

اس سے اندازہ کیجیے کہ جو آدمی مجلس کے شروع ہونے کے 8 یا 9 سال بعد میں پیدا ہوتا ہے اس کو استنباط احکام شرعیہ کی مجلس کا رکن 121ھ میں بنانا کس قدر سفید جھوٹ اور تاریخ کو مسخ کرنا ہے۔

اور اہل کوفہ کا یہ اصول مسلم ہے کہ :((كان أهل الكوفة لا يخرجون أولادهم في طلب الحديث صغاراً حتىٰ يتكمّلوا عشرين سَنَةً))❸

یعنی ''اہل کوفہ 20 سال سے کم عمر کے لڑکوں کو علم حدیث حاصل کرنے کے لئے نہیں بھیجا کرتے تھے''۔

تو اس طرح امام وکیع ؒ کا مجلس استنباطِ احکام شرعیہ میں محدثِ کبیر ہو کر شامل ہونا تو کجا تلمیذ کی حیثیت سے بھی داخل ہونا محال و مشکل ہے کیونکہ امام وکیع ؒ 149ھ میں بیس سال کے ہوتے ہیں، جبکہ 146ھ سے امام ابوحنیفہؒ بغداد کی جیل میں رہے اور 150ھ میں جیل ہی میں وفات پائی، اب بتایا جائے کہ امام وکیع ؒ محدث ہو کر امام صاحبؒ کی مجلس میں کب اور کیسے وارد ہوئے؟

---

❶: تہذیب التہذیب صفحہ 130 جلد 11۔ ❷: تہذیب التہذیب صفحہ 130 جلد 11۔

❸: الکفایہ فی علم الروایہ صفحہ 55، توضیح الافکار جلد 2 صفحہ 287۔

(8) حمزہ زیات

حمزہ زیات کا اس مجلس قانون ساز میں شامل ہو کر سالہا سال تک استنباط احکام کرتے رہنے کا ثبوت طلب ہے۔

یہ مشہور قاری حمزہ زیات اور امام ابوحنیفہؒ کی پیدائش کا سن ایک ہی ہے۔

((حمزة بن حبيب بن عمارة الزيات ولد سنہ ۸۰ھ و توفی بحلوان سنہ ۱۵۸ھ وقيل سنہ ۱۵٦ھ ذكره بن حبان فی الثقات و قال العجلی و ابن معين ثقة وقال النسائی لا بأس به وقال ابن سعد كان رجلا صالحا عنده وكان صدوقا صاحب سنة، وقال الساجی والأزدی صدوق سئ الحفظ ليس بمتقن فی الحديث وقد ذمه جماعة من أهل الحديث فی القراءة وأبطل بعضهم الصلاة باختياره من القراءة وقال ابوبكر بن عياش قراءة حمزة عندنا بدعة و قال الحافظ قرأت بخط الذهبی ...... وقد انعقد الاجماع على تلقی قرأة حمزة بالقبول)) ❶

''حمزہ بن حبیب بن عمارہ الزیات 80ھ میں پیدا ہوئے اور حلوان مقام میں 158ھ یا 156ھ میں فوت ہوئے ہیں، ابن حبان نے اس کو کتاب

❶: تهذيب التهذيب صفحه:27 و صفحه :29 جلد :3 ـ

الثقات میں ذکر کیا ہے' عجلی اور ابن معین اس کو ثقہ کہتے ہیں ۔ نسائی اس کو لا بأس بہ کہتے ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ حمزہ اچھے آدمی تھے ان کے نزدیک سچے اور سنت والے تھے، ساجی اور ازدی کہتے ہیں کہ سچا تو ہے مگر حافظہ خراب تھا، حدیث میں مضبوط نہیں ہے محدثین کی ایک جماعت نے قرأت کے بارے میں ان کی مذمت کی ہے ان کی قرأت اختیار کرنے سے بعضوں نے نماز کو باطل قرار دیا ہے، ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں حمزہ زیات کی قرأت ہمارے نزدیک بدعت ہے، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میں امام ذہبیؒ کے لکھے ہوئے خط پڑھ چکا ہوں کہ اس نے لکھا تھا کہ حمزہ کی قرأت کے مقبول ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے"۔

(9) یحییٰ بن زکریا

((ولد یحییٰ فی المدائن وبها توفی سَنَةَ اثنتین و ثمانین و مائةٍ وقیل سَنَةَ ثلاثٍ ولهٗ ثلاثةٌ و ستّون سَنَةً)) ❶

یعنی "یحییٰ بن زکریا مدائن کے حاکم تھے اور 182ھ میں فوت ہوئے اور بعض نے 183ھ میں کہا ہے اور اس وقت ان کی عمر 63 سال تھی "

اس سے ان کی پیدائش کا سن 120ھ بنتا ہے، علامہ شبلی نعمانیؒ نے بھی ان کی

❶: تذکرۃ الحفاظ جلد: 1 صفحہ 247 و 268 طبع بیروت و بمعناہ فی تهذیب التهذیب جلد:11 صفحہ:209۔

❷: سیرت النعمان صفحہ :126۔

پیدائش کا سن 120ھ لکھا ہے۔ ❶

حیرت کی بات ہے کہ اس مجلس کا کاتب ومنشی بھی انہیں کو قرار دیا جاتا ہے غور فرمایئے کہ 121ھ میں ان کی شرکت سے (جب کہ ان کی عمر ایک سال دودھ پیتے بچے کی تھی) یہ مجلس کیسے تشکیل دی گئی اور کیسے اس کے منشی مقرر کیے گئے۔

(10) عافیہ ازدی

پہلے یہ بات ثبوت طلب ہے کہ یہ عافیہ ازدیؒ امام صاحبؒ کی مجلس میں شریک تھے یا کوئی اور عافیہ تھا اور پھر یہ متکلم فیہ ہے۔

کردری نے مناقب الامام جلد اوّل کے صفحہ 50 میں عافیہ ازدی [ز] سے ذکر کیا ہے اور اسی کتاب کے جلد: 2 صفحہ: 124 میں کردری نے عافیہ اودی واؤ کے ساتھ ذکر کیا ہے اس کے حاشیہ پر محمد حیدر خان نے جواہر المغیۃ سے اس نام کا ضبط یوں کیا ہے ((الأودی بفتح الألف وسکون الواو و دال مهمله نسبته إلیٰ أود بن صعب !)) ❷

اسحٰق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اپنے اصحاب کے ساتھ فقہی بحث ومباحثہ کرتے جب عافیہ حاضر نہ ہوتا تو اس مسئلے کو نہیں لکھا جاتا تھا اور جب وہ حاضر ہوتا اور اس مسئلے میں موافقت کرتے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے

---

❶: سیرت النعمان صفحہ: 126۔ ❷: تاریخ بغداد جلد: 12، صفحہ: 308۔

کہ اب لکھو۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں :((قال یحییٰ بن معین مرة عافیة ثقة مامون وقال مرة کان ضعیفا وقال ابوداوٗد یکتب حدیثه))❶

یعنی ''ابن معین کبھی عافیہ کو ثقہ مامون کہتے تھے اور کبھی ضعیف، ابوداوٗد فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث لکھی جاسکتی ہے ''۔

(11) حفص بن غیاث

تذکرۃ الحفاظ صفحہ 274 جلد 1 وصفحہ 298 جلد 1، مطبوعہ بیروت، طبقات ابن سعد صفحہ 290 جلد 6 طبع دارالطباعۃ بیروت میں ہے :۔

((ولد سنة سبع عشرة و مائة))

یعنی ''حفص بن غیاث 117ھ میں پیدا ہوئے''

((قال هارون بن حاتمٍ سئلَ حفصٌ واَنَااسمع عن مولدہٖ فقال ولدت سَنَةَ ۱۱۷ھ)) ❷

یعنی ''حفص بن غیاث کا خود بیان ہے کہ میں 117ھ میں پیدا ہوا ''

اس کے تعاون ومشورہ سے اجتہاد کا کام کیسے سرانجام دیا گیا، اور یہ مجلس کے رُکن

---

❶: تاریخ بغداد جلد:12 صفحہ:310۔ ❷: تھذیب التھذیب جلد:2 صفحہ:417۔

کب بنے اور امام صاحبؒ کے پاس کتنا عرصہ رہے ثبوت طلب چیزیں ہیں۔

((وثقه النسائی وقال أبوداوٗد یکتب حدیثه۔وقال یحییٰ بن معین ضعیف))❶

''امام نسائی نے اس کی توثیق کی ہے، ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس کی حدیث لکھی جاسکتی ہے، یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے''۔

گویا امام ذہبی نے یحییٰ بن معین کے اقوال میں سے ضعیف کہنے کو ترجیح دے کر باقی کو ذکر نہیں کیا۔

(12) حبان

((الکوفی ضعیف من الثامنة وکان له فقه و فضل مات سَنَةَاحدی اوأثنتین وسبعین وله ستون سنة))❷

یعنی'' حبان ضعیف ہے اور صاحب فقہ وفضل تھا 171ھ، 172ھ میں 60 سال کی عمر میں وفات پاتے ہیں ''۔

((قال ا بن عدی عامة أحادیث حبّان أفراد و غرائب))❸

یعنی'' حبان کی اکثر احادیث غرائب اور افراد پر مشتمل ہوتی ہیں''۔

---

❶ میزان جلد 2 صفحہ 358۔ ❷: تقریب التهذیب صفحه 149، میزان الاعتدال صفحه 361دار الطباعة بیروت ، تذکرة الحفاظ صفحه 246 جلد 1دار احیاء التراث العربی بیروت۔ ❸: خلاصه تذهیب الکمال صفحه :60۔

((قال محمد بن فضیل(حبان بن علی العنزی الکوفی) ولد سنة ۱۱۱ھ وقال ابن سعد توفی سنة ۱۷۱ھ قال ابن أبی خیثمة عن الدورقی حبان لیس حدیثه بشئ قال أبوداوٗد عنه لاهو ولا أخوه (مندل)وقال أبوداوٗد لا أحدث عنهماوضعفه ابن المدینی وقال لایکتب حدیثه وقال ابن نمیر فی حدیثهما غلط وقال أبوزرعة لین وقال ابوحاتم یکتب حدیثه ولا یحتج به وقال البخاری لیس عند هم بالقوی وقال ابن سعدوالنسائی ضعیف وقال الدارقطنی متروکان وقال الحاکم أبوأحمد لیس بالقوی عندهم فقال ابن أبی رافع احادیثه عامتها بواطل قال الجوز جانی واهی الحدیث، قال ابن قانع وابن ماکولاضعیف)) ❶

''حبان بن علی العنزی الکوفی کے متعلق محمد بن فضیل فرماتے ہیں کہ 111ھ میں پیدا ہوئے، ابن سعد فرماتے ہیں کہ 171ھ میں فوت ہوئے، ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں دورقی سے کہ حبانؒ حدیث میں کچھ نہیں' ابوداؤدؒ دورقی سے فرماتے ہیں کہ وہ بھی کچھ نہیں اوراس کا بھائی مندل بھی، ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں بھائیوں سے میں حدیث نہیں لیتا، ابن المدینیؒ نے اس کوضعیف قراردیا ہے اور

❶: تھذیب التھذیب' صفحہ :173 ' 174 'جلد: 2۔

فرمایا ہے کہ اس کی حدیث لکھی نہیں جاسکتی، ابن نمیر فرماتے ہیں کہ ان دونوں بھائیوں کی احادیث غلط ہیں ابوزرعہ اس کو لین کہتے ہیں، ابوحاتمؒ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث لکھی تو جاسکتی ہے مگر احتجاج نہیں کیا جاسکتا، بخاریؒ فرماتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں، ابن سعد اور نسائی نے اس کو ضعیف کہا ہے' دارقطنی فرماتے ہیں کہ دونوں بھائی متروک ہیں، حاکم ابواحمد فرماتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں، ابن ابی رافع اس کی عام احادیث کو باطل کہتے ہیں، جوزجانی کہتے ہیں کہ بے کار احادیث والے ہیں، ابن قانع اور ابن ماکولا فرماتے ہیں کہ حبّان ضعیف ہے''۔

گویا کہ حبّان کمیٹی کے انعقاد کے وقت صرف دس سال کا تھا، ناظرین غور کیجیے کہ جب کوئی شخص دس سال کا بچہ ہو تو وہ کبار محدثین وفقہاء کی کسی کمیٹی میں شامل ہوسکتا ہے' پھر جبکہ اس پر محدثین کے اس قدر ریمارکس بھی ہوں؟ فتدبر۔

(13) مندلؒ

((ضعيف من السابعة ولد سنة ثلاث ومائة ومات سنة سبع أوثمان وستين)) ❶

یعنی ''مندل 103ھ میں پیدا ہوئے اور 167ھ، 168ھ میں فوت ہوئے اور ضعیف ہیں''۔

---

❶: تقریب التهذیب 'صفحه: 506،545۔

غالباً اسی لئے حنفیہ کا اکثر احادیث میں مدار ضعیف راویوں پر ہے۔

((مندل بن علی العنزی أخو حبان وكان أكبر من حبّان إسمهٔ عمرو ومندل لقبه ولدسنة (١٠٣ھ) ومات سنة (١٦٧ھ) قال ابن معين وعلى ابن المدينى و غير هما من نظرائهم والبخارى والنسائى وابن سعد والداراقطنى ضعيف وقال ابن معين ليس بشئ وليس بذاك القوى وقال أبوزرعة لين وقال ابن عدى له غرائب وأفراد يكتب حديثه قال أبوأحمد ليس بالقوى عند هم وقال الساجى ليس بثقة روى مناكير قال ابن حبان كان ممن يرفع المراسيل ويسندالموقوفات من سوء حفظه فاستحق الترك وقال الطحاوى (الحنفى) ليس اهل التثبت فى الرواية بشئ ولا يحتج به)) ❶

''مندل بن علی العنزی۔ حبان کا بڑا بھائی ہے اس کا نام عمرو ہے مندل اس کا لقب ہے، 103ھ میں پیدا ہوئے اور 167ھ میں فوت ہوئے اور ابن معین، علی بن المدینیؒ وغیرہ ان کے ساتھی اور بخاریؒ، نسائی، ابن سعد و دارقطنی کہتے ہیں کہ مندل ضعیف ہے، ابن معین کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں اسی طرح قوی

❶: تهذيب التهذيب 'صفحه: 298، 299'جلد: 10۔

نہیں، ابوزرعہ اس کو لین کہتے ہیں، ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس کے غرائب وافراد ہیں اس کی حدیثیں لکھی جاتی ہیں، ابواحمدؒ کہتے ہیں کہ محدثین کے ہاں یہ قوی نہیں، ساجی کہتے ہیں کہ ثقہ نہیں منکر روایتیں بیان کرتا ہے ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ مرسل احادیث کو مرفوع اور موقوف کو مسند کیا کرتے تھے حافظے کی خرابی کی وجہ سے، لہٰذا اس کی حدیث ترک کردی گئی، امام طحاوی (حنفی) فرماتے ہیں کہ روایت میں کچھ بھی مضبوط لوگوں میں سے نہیں ہے اور نہ ہی اس سے احتجاج کیا جاسکتا ہے"۔

مندل اور حبان باوجود ان کے بارے میں محدثین کے ریمارکس کے بنابر شرط اخذ عند الحنفية، اس کمیٹی میں شامل ہونے کا مستحق نہیں چہ جائیکہ کبار محدثین وفقہاء ومجتہدین ہوکر شریک ہوں۔

(14) قاسم بن معن

((وقال الحضرمي مات سنة خمس و سبعين ومائة قلت و قال ابن سعد كان ثقة عالماً بالحديث والفقة والشعر و أيام الناس)) ❶

یعنی "قاسم بن معن 175ھ میں فوت ہوئے، ثقہ تھے اور حدیث، فقہ، شعر اور تاریخ کا بہت علم رکھتے تھے"۔

لیکن ہمعصر کو کمیٹی کا ممبر نہیں شمار کیا جاسکتا جب تک کہ کوئی استادی شاگردی کے مراسم نہ ہوں۔

❶: تهذيب التهذيب صفحه339جلد8، الفوائد البهية ' صفحه:154۔

(15) فضیل بن عیاضؒ

فضیل بن عیاض کے متعلق تذکرۃ الحفاظ جلد 1 صفحہ 227 میں ہے:

((توفی الفضیل یوم عاشوراء سنة سبع وثمانین و مائة و قد نیف علی الثمانین))

یعنی ''حضرت فضیل بن عیاض 10 محرم 187ھ میں فوت ہوئے اور اس وقت ان کی عمر 80 سال سے متجاوز تھی''۔

اس حساب سے ان کی پیدائش 107ھ ہجری کے بعد بنتی ہے، جب امام ابوحنیفہؒ نے 121ھ ہجری میں مجلس کا آغاز کیا تو اس وقت ان کی عمر کل 14 / 15 سال تھی، اور ان کی پیدائش بھی علاقہ خراسان میں ہوئی تھی اور ان کے متعلق یہ حکایت بھی مشہور ہے کہ ابتداء میں عورت پر فریفتہ اور عاشق تھے اکثر اوقات اسی کی تاک میں گزارتے تھے، آیت ﴿ اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ سُن کر تائب ہوئے اور یہ بھی مشہور ہے کہ شروع میں ڈاکو تھے، یہ آیت ﴿اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ سُن کر تائب ہوئے، اس کے بعد جا کر علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔

گویا امام صاحبؒ کی مجلس کے آغاز کے وقت حضرت فضیل محدث کبیر تو کجا علوم اسلامیہ کی طرف پوری طرح متوجہ بھی نہیں ہوئے تھے، اس کے بعد مکہ مکرمہ کو اپنا مسکن بنالیا تھا اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوگئے تھے، لہٰذا حضرت فضیل کی

شرکت سے 121ھ میں مجلس کا آغاز کرنا نہایت ہی غلط اور فریب ہے۔

((قال أبوعمار الحسين بن حريث سمعت الفضل بن موسىٰ يقول كان الفضيل بن عياض شاطرا يقطع الطريق بين ابيوردوسرخس وكان سبب توبته أنه عشق جارية فبينما هويرتقى الجدران إليها إذ سمع تاليا يتلو ﴿ ألم يأن للذين اٰمنوا أن تخشع قلوبهم لذكرالله﴾ فلما سمعها قال بلىٰ يارب قدآن فرجع فاٰواه الليل الىٰ خربة فإذا فيها سابلة فقال بعضهم نرتحل وقال بعضهم حتىٰ نصبح فإن فضيلاً على الطريق يقطع علينا۔ قال ففكرت قلت أنا أسعٰى بالليل فى المعاصى وقوم من المسلمين يخافوننى هٰهنا وما أرى الله ساقنى إليهم إلاَّ لا رتدع اللهم انى قدتبت اليك وجعلت توبتى مجاورة البيت الحرام... قال ابن سعد ولد بخراسان بكورة أبيوردوقدم الكوفة وهوكبير فسمع الحديث من منصور وغيره ثم تعبد وانتقل إلىٰ مكة فنزلها الىٰ أن مات بهافى أوّل سنة سبع وثمانين ومائة... وذكرهٗ ابن حبّان فى الثقات وقال أقام بالبيت مجاوراً مع الجهد الشديد والورع الدائم والخوف الوافروالبكاء الكثير والتخلى بالوحدة ورفض

الناس وماعليه أسباب الدنيا إلىٰ إن مات بها))❶

''ابوعمار حسین بن حریث فرماتے ہیں کہ میں فضیل بن موسیٰ سے سُن چکا ہوں وہ فرماتے تھے کہ فضیل بن عیاض بہت چالاک تھا، ابیورد اور سرخس کے درمیان ڈاکہ زنی کرتا تھا، اس کے لئے توبہ کا سبب یہ بنا کہ وہ کسی لڑکی پر عاشق ہوا، ایک دن اس لڑکی کے گھر کی دیوار پھاندر ہا تھا کہ اس نے کسی پڑھنے والے سے یہ آیت ﴿ اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ. الخ﴾ پڑھتے ہوئے سُنا جب یہ آیت سُنی تو کہنے لگا کہ اے اللہ! وقت آپہنچا ہے، وہاں سے واپس ہوا اور رات اس نے جنگل میں گزاری، کیا دیکھتا ہے وہ ایک راہ گزر ہے جہاں قافلے والے رات گزارنے کے لئے ٹھہرے ہوئے ہیں، قافلہ والوں میں سے بعض کہتے ہیں کہ چلتے ہیں اور بعض کہتے ہیں نہیں جب تک صبح نہ ہو جائے اس لئے کہ فضیل راستہ میں ہوگا اور ہمارے اُوپر ڈاکہ ڈالے گا، فضیل کہتے ہیں میں نے سوچا اور کہا کہ میں تو گناہوں میں کوشش کرتا ہوں اور یہاں مسلمانوں کی جماعت مجھ سے ڈرتی ہے میرا خیال سوا اس کے نہیں کہ اللہ نے مجھے اس طرف اس لئے بھیجا کہ میں اس بُرے کام سے باز آجاؤں، اے اللہ! میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں میری توبہ یہی ہے کہ میں حرم میں مجاور بن کر رہوں گا، ابن سعد کہتے ہیں کہ فضیل خراسان کی ابیورد نامی بستی میں پیدا ہوا، جوانی کی حالت میں کوفہ گیا، منصور وغیرہ سے حدیثیں سُنیں پھر

---

❶: تهذيب التهذيب' صفحه: 294، 295، 296' جلد: 8.

عابد بنا اور مکہ کی طرف چل پڑا اور مکہ میں اُترا، یہاں تک کہ وہاں 187ہجری میں فوت ہوا، ابن حبّانؒ نے اس کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ بیت اللہ شریف میں مجاور بن کر رہا، عبادت میں سخت کوشش اور ہمیشہ پرہیز گاری اور بہت خوف اور سخت رونے اور لوگوں سے اکیلے رہ کر، لوگوں کو اور دنیا کے اسباب کو ٹھکرا دیا یہاں تک کہ بیت اللہ میں فوت ہو گیا ''۔

اس قصہ کو علامہ شامی نے مختصر اُبلا ردوقدح شامی جلد 1 صفحہ 44 میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے:

((فضيل بن عياض إنه كان يقطع الطريق وإنه عشق جارية وارتقى جدارافسمع تاليا يتلو﴿ اَلَم يان للذين اٰمنوا ان تخشع قلوبهم﴾ فتاب ورجع فورد مكة وجاربها ومات بهاسنة ١٨٧ھ))

''فضیل بن عیاض ڈاکو تھا، اُسے ایک لڑکی سے عشق ہوا اور دیوار پھاند رہا تھا کہ کسی پڑھنے والے سے ﴿ اَلَمْ یَاْنِ. الخ ﴾ پڑھتے ہوئے سُنا اور توبہ کر کے واپس ہوا، مکہ مکرمہ پہنچا اور وہاں مجاور رہا یہاں تک کہ 187ھ میں فوت ہوا''

معلوم نہیں کہ وہ کب مجلس علمی کا ممبر بنا اور کیسے بنا۔

(16) داؤد طائی

کچھ عرصہ علم و فقہ میں مشغول رہنے کے بعد عزلت وتفرد اور خلوت اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دن گزارنے لگ گئے اور امام ابوحنیفہؒ کے پاس آیا کرتے تھے اور بعد میں اپنی کتابوں کو دریا بُرد کر کے بالکل گوشہ نشینی میں ہو کر عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔ ❶ .... اور 160ھ میں فوت ہوئے۔ ❷

صرف امام ابوحنیفہؒ کے پاس آنے جانے سے تو مجلس میں شرکت ثابت نہیں ہوسکتی اور پھر ایسا گوشہ نشین آدمی عرصہ دراز تک استنباط اور احکامِ شرعیہ کا کام کیسے سرانجام دے سکتا ہے۔

جو فقہ ان چالیس افراد نے سالہا سال کی محنت و کاوش سے غور وخوض کر کے بالاتفاق مدوّن کی تھی اس نسخہ کا وجود دُنیا میں کہیں نہیں پایا جاتا، شاید امام قشیری کی کتب کے ساتھ دریا بُرد کر دیا گیا ہوگا تا کہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکال کر حنفی مذہب وفقہ پر عمل پیرا ہوں۔

یہ اشارہ ہے اس بے بنیاد قصے کی طرف جس کو صاحب درمختار نے صفحہ 42 جلد 1 طبع ثانی میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے:۔

---

❶: تہذیب التہذیب: صفحہ: 203 ‘ جلد: 3، وفیات الأعیان صفحہ: 29 جلد: 2۔

❷: خلاصہ تہذیب الکمال، تہذیب التہذیب صفحہ 203 جلد 3، سیرت النعمان شبلی صفحہ 336۔

((وقد جعل اللہ الحکم لأصحابه وأتباعه من زمنه إلیٰ هذه الأیام إلیٰ أن یحکم بمذهبه عیسیٰ علیه السلام))

''اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے حکم اس کے ساتھیوں اور مقلدین کے لئے اس کے زمانے سے ان دنوں تک یہاں تک کہ آپ کے مذہب پر عیسیٰ علیہ السلام بھی فیصلے کریں گے ''۔

اس قصہ کی مزید وضاحت شامی میں یوں ہے:۔

((ان الخضر علیه السلام تعلم من أبی حنیفة ا لأحکام الشرعیة ثم علمها الإمام أبا القاسم القشیری و أن القشیری صنف فیها کتبا وضعها فی صندوق وأمر بعض مریدیه بإلقائه فی جیحون وأن عیسیٰ علیه السلام بعد نزوله یخرجه من جیحون ویحکم بما فیه))[1]

''خضر علیہ السلام نے امام ابوحنیفہؒ سے علم سیکھا یعنی احکامِ شرعی، پھر خضرؑ نے امام ابوالقاسم قشیری کو سکھایا، قشیری نے اس بارے میں بہت سی کتب تصنیف کیں، ان کو ایک صندوق میں رکھا اور اپنے بعض مریدوں کو کہا کہ اس کو نہر جیحون میں ڈالو تو اس کو عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُترنے کے بعد نہر جیحون سے نکالیں گے، انہیں

---

[1]: شامی صفحہ: 43 جلد 1 مطبوعہ عیسیٰ البابی الحلبی' هکذا فی فتاویٰ برهنه صفحہ 320 جلد 2 بلا ردّ وقدح۔

کتابوں سے فیصلے کریں گے "۔

اسی کو بلا قدح وتنقید صاحب فتاویٰ برہنہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

بعض حنفیوں نے تو حد ہی کر دی، کہتے ہیں کہ امام صاحب خضر علیہ السلام کے استاذ تھے، خضرؑ نے ان سے تیس برس تک علم حاصل کیا، پانچ برس آپ کی زندگی میں اور پچیس برس آپ کے فوت ہونے کے بعد قبر پر حاضری دے کر۔

چنانچہ طحطاویؒ فرماتے ہیں: ((إعلم أن الله تعالیٰ قد خص أباحنيفة بالشريعة والكرامة، من كراماته آن الخضر عليه السلام كان يحضر اليه كل يوم وقت الصبح ويتعلم منه أحكام الشريعة إلىٰ خمس سنين فلماتوفى أبوحنيفة ناجى الخضربه، إلٰهى إن كان لى عندك منزلة فأذن لأبى حنيفة حتىٰ يعلمنى من القبر حسب عادته حتىٰ أعلم شرع محمد ﷺ على الكمال لتحصل لى الطريقة والحقيقة فنودى أن اذهب إلىٰ قبره وتعلم منه ماشئت كذلك إلىٰ خمس و عشرين سنة حتى أتم الدلائل وألاقاويل)) [1]

"جان لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ کو شریعت اور کرامت سے نوازا تھا، آپ کی کرامتوں میں ایک کرامت یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ان کے پاس روزانہ

---

[1]: طحطاوی 'صفحہ:40'جلد:1.

تشریف لاتے اور آپ سے پانچ سال شریعت سیکھتے رہے، جب ابوحنیفہؒ فوت ہوگئے تو خضر علیہ السلام نے دُعا کی کہ اے اللہ! اگر میری تیرے نزدیک کوئی قدر ہے تو ابوحنیفہ کو اجازت دیجیے تاکہ مجھے حسبِ عادت قبر سے سکھاتے رہیں تاکہ کامل طور پر شرعِ محمدی ﷺ کو حاصل کروں میرے اندر طریقت اور شریعت دونوں آجائیں تو آواز دی گئی کہ ان کی قبر کے پاس جاؤ اور جو سیکھنا چاہتے ہو سیکھو تو خضر آیا اور اس سے جو چاہا سیکھتا رہا پچیس سال تک یہاں تک کہ تمام دلائل اور اقوال تمام کر دیے ''۔

اگر اس بناوٹی قصے کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو کئی قباحتیں نمایاں ہوں گی۔

مثلاً: 1۔ جس نے اس قصہ کو بنایا اس پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے درجہ اور علم سے امام ابوحنیفہؒ کا درجہ اور علم بلند تھا| معاذ اللہ | کیونکہ اگر رسول اللہ ﷺ کا درجہ بلند ہوتا تو خضرؑ رسول اللہ ﷺ سے علم سیکھتے اگر یہ بات نہ ہوتی تو خضرؑ کو امام ابوحنیفہؒ کی قبر پر پچیس سال تک حاضری دینے کی کیا ضرورت تھی ؟

2۔ یہ قصہ تمام محققین محدثین وفقہاء کے اقوال کے مخالف ہے جو کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، جیسا کہ اس مسئلے کو حافظ ابن حجرؒ نے زھر النظر فی نبأ الخضر صفحہ:334 جلد:2، الاصابہ صفحہ:114 تا 137 جلد:2 اور حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ صفحہ:299 جلد:1، علامہ

آلوسی نے روح المعانی صفحہ: 97 تا 99 جلد:5 میں واضح کیا ہے، تفصیل کے خواہش مند حضرات ان کتب کا مطالعہ کریں۔

3۔اس بناوٹی قصے سے اہل قبور سے حصولِ فیض کی اجازت اللہ کی طرف سے ثابت کردی گئی ہے حالانکہ یہ شرک ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ﴾ ❶

4۔اس قصے میں اس حقیقت اور طریقت کا تصور پیش کیا گیا ہے جو کہ صوفیوں کی شریعت محمدی کے خلاف ریشہ دوانی ہے۔

5۔امام ابوحنیفہ ؒ کی عمر کے آخری چار سال مسلسل جیل میں گزرے خضر علیہ السلام روزانہ علی الصبح آپ کے پاس جیل میں کیسے پہنچتے اجازت سے یا بلا اجازت؟ بلا اجازت تو ممکن نہیں، اجازت سے کسی جیلی کے پاس روزانہ ایک ہی وقت پر غیر متعلق شخص کو چھوڑنا عقلاً محال ہے' اگر کہا جائے کہ خضر کو کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے اس لئے گیا ہوگا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر کیسے معلوم ہوا کہ پانچ سال تک علم حاصل کرتے رہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ وہ مختلف اشکال میں اپنے آپ کو ڈھال سکتا تھا تو پھر بھی یہی سوال ہے کہ یہ خضر ہے؟ اور قبر پر جاتے اور قبر پر تحصیل کرتے اور اللہ سے سوال کرتے ہوئے کس نے دیکھا ہے؟

---

❶ : سورة الأعراف 'آیت: 28.

سچ ہے : ((حبك الشئ يعمى ويصم))

آنہا کہ چشم برگل تحقیق واکنند از ہرچہ فہم رنگ نگیر وحیا کنند
درمجثی کہ غیر خموشی علاج نیست پرہرزہ است تکیہ بیچوں وچرا کنند

چونکہ احناف میں مُلاّ علی قاریؒ محدث اور مصنّف ہیں تو احناف کے اس جھوٹے اور جعلی قصے کو بھانپ لیا، لہٰذا فوراً اپنے رسالے ''المشرب الوردی فی مذھب المھدی ''میں اس قصے کو ذکر کر کے اس کو بناوٹی اور جعلی قرار دے کر فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام مجتہد مطلق ہیں، وہ اپنے اجتہادات سے فیصلہ کریں گے۔

حالانکہ یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو شریعتِ محمدی ﷺ پر فیصلہ کریں گے نہ کہ اجتہادات پر۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:۔

((قال رسول الله ﷺ كيف أنتم إذا نزل فيكم ابن مريم فأمكم منكم .. قال ابن أبى ذئب تدرى ما أمكم منكم؟ قلت تخبرنى قال فأمكم بكتاب ربكم عزوجل وسنة نبيكم ﷺ)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا حال ہوگا تمہارا جب تم میں عیسیٰؑ ابن مریم نازل

❶ :مسلم صفحه 87 جلد 1 باب نزول عيسىٰ بن مريم حاكمًا بشريعة نبينا محمد ﷺ۔

ہوگا پس تمہاری امامت کرے تم میں سے، ابن ابی ذئب نے فرمایا کہ اے ولید بن مسلم تجھے معلوم ہے کہ امکم منکم کا کیا معنی ہے تو ولید بن مسلم نے کہا کہ آپ مجھے خبر دیجیے، ابن ابی ذئب نے فرمایا کہ تمہاری پیشوائی اور قیادت کرے گا، تمہارے رب عزوجل کی کتاب سے اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے"۔

((قال النووی نزول عیسیٰ بن مریم علیه السلام بشریعة نبینا صلی الله علیه وسلم۔۔فان عیسیٰ علیه السلام یحکم بشرعنا))

"نووی" فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم کا نزول ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر ہوگا اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام فیصلے کریں گے ہماری شریعت کے مطابق " ہاں مسائل اجتہادیہ میں وہ اپنے اجتہاد پر فیصلہ کریں گے۔ وبالله التوفیق

چونکہ مذکورہ قصے کے بے سروپا ہونے پر علامہ ملا علی قاری نے اشارہ دیا تھا تو علامہ شامی نے بھی فرمایا: ((هذا الکلام باطل لا أصل له ولا تجوز حکایته الا لرده کما أوضحه)) [1]

"یہ کلام باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، اس کی حکایت جائز نہیں مگر ردّ کے لئے، جیسے کہ اس کے باطل ہونے کو مُلاّ علی قاری نے واضح کر دیا "۔

---

[1]: شامی' صفحہ:43' جلد:1، مصطفی البابی الحلبی۔

کمیٹی کا انجام

آخر کیا وجہ ہے کہ اتنے آدمیوں کی مرتب کردہ کتاب کا وجود کیوں نہیں پایا جاتا حالانکہ مذہب نے شروع ہی میں سرکاری حیثیت اختیار کرلی تھی اور اس مذہب حنفی کو اشاعت وفروغ کے مواقع میسّر ہوئے جو اکثر دیگر مذاہب کو حاصل نہ ہوسکے۔

چنانچہ ابوزہرہ حیاتِ حضرت امام ابوحنیفہ حنفی مذہب کا شیوع اور اشاعتِ عام کی سراغ کے تحت رقمطراز ہیں: جب امام ابوحنیفہؒ کے اوّلین شاگرد امام ابو یوسف ہارون کے عہدِ خلافت میں منصبِ قضاء پر فائز تھے تو حنفی مذہب نے سرکاری حیثیت اختیار کی جس سے اس کی نشرواشاعت میں بڑی ترقی ہوئی۔

170ھ کے بعد جب امام ابو یوسفؒ قاضی القضاۃ بنائے گئے تو خلافت عباسیہ کے تمام قاضی آپ کے تابع فرمان ہوئے، سب قاضی آپ کے حکم سے تعینات کیے جاتے، اقصائے مشرق سے لے کر شمالی افریقہ تک تمام بلادِ اسلامیہ میں جو قاضی مقرر کیے جاتے وہ آپ کے انتخاب کردہ ہوتے تھے۔

اور ظاہر ہے کہ آپ انہی لوگوں کو قاضی بنانا پسند کرتے جو طریق اجتہاد وفتویٰ میں ان کے ہم نوا ہوتے اور ان کا طریق استنباط وہی تھا جو امام ابوحنیفہ کا تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فقہائے عراق کے افکار وآراء بلادِ اسلامیہ کے عوام میں پھیل گئے،

البتہ اُندلس اس سے مستثنیٰ ہے، اُندلس میں مالکی مذہب اسی طرح حکومت کے زیر سایہ پھلا پھُولا جیسے کہ عراق میں حنفی مذہب۔

چنانچہ امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:((مذهبانِ انتشرا في بدء أمرهما بالرياسة الحنفي بالمشرق والمالكي بالأندلس))

''دو مذہب اپنے ابتدائی دور میں حکومت کے سائے تلے بڑھے، مشرق میں حنفی مذہب اور اندلس میں مالکی ''۔

جہاں جہاں عباسی خلافت کا تسلط غالب رہا وہاں حنفی فقہ کو بھی فروغ حاصل ہوا، چنانچہ عباسی خلفاء اس کی پشت پناہی کرتے تھے اور اگر دیگر مذاہب میں سے کسی کو قاضی بنا دیا جاتا تو فتنہ و فساد اور ہنگامہ کر کے اسے فوراً معطل کرا دیا جاتا، ان سب واقعہ کے حاصل ہونے کے باوجود جس مذہب کے متعلق مولانا بنوری مرحوم نے فخریہ لہجہ میں کہا کہ ایک شورائی اور اجتماعی مذہب تھا جس پر اکابر اُمت نے سالہا سال تک غور وخوض کیا تھا، اس مجلس استنباط احکامِ شرعیہ کے تیار کردہ نسخہ کا آج تک اکابر حنفیہ کھوج نہ لگا سکے کہ اس کا کیا حشر ہوا، بلکہ مولانا بنوری اور دیگر علماء حنفیہ اس نسخہ کے نام سے آگاہ نہیں اور جن مذاہب کو (مالکی، شافعی، حنبلی) کہا جاتا ہے کہ یہ شخصی اور انفرادی حیثیت رکھتے تھے، ان ائمہ کرام کی کتب دنیا کے ہر کونہ میں مشہور و متداول ہیں اور خود حنفی مطابع اور پریس سے ہزارہا کی تعداد میں شائع ہوئی ہیں۔

امام مالکؒ کی کتاب موطا شریف، ہندو پاک میں موجود ہے، حالانکہ ہندو پاک میں مالکی مذہب کا ایک بادشاہ بھی نہ تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الام مشہور و معروف ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب مسند احمد کئی دفعہ شائع ہوئی ہے، حالانکہ امام احمدؒ کے عقیدہ اور مذہب کو مٹانے کے لئے تین زبردست حکومتوں نے پوری طاقت صرف کردی لیکن امام احمد کا مذہب آج تک زندہ موجود ہے۔

ان ائمہ ثلاثہ کی کتب مولانا بنوری اور دیگر علماء احناف کے کتب خانہ میں ضرور موجود ہوں گی، لیکن اپنے امام کی کتاب سے محروم اور نام سے ناواقف ہیں جس سے عیاں ہوجاتا ہے کہ حنفی مذہب کو فوقیت دینے کے لئے جہاں اور جھوٹے قصے اور کہاوتیں اور غلط مسائل گھڑے گئے اسی طرح ان چالیس افراد کی کمیٹی والے واقعہ کو بنالیا گیا۔

اور پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس مجلس میں ہر ایک مسئلہ پر کئی کئی دن آزادانہ بحث و تمحیص کے بعد اتفاق رائے سے مسائل ضبطِ تحریر میں لائے جاتے تھے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ جتنا اختلاف حنفی مذہب میں پایا جاتا ہے اتنا اختلاف مالکی، شافعی، حنبلی مذاہب میں قطعاً نہیں پایا جاتا۔

علامہ شبلی نعمانیؒ سیرۃ النعمان میں فرماتے ہیں: ''تدوین فقہ کا طریقہ یہ تھا

---

(1): سیرۃ النعمان صفحہ: 226.

کہ کسی خاص باب کا کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا تھا اگر اس کے جواب میں سب متفق الرائے ہوتے تو اس وقت قلم بند کرلیا جاتا اور نہایت آزادی سے بحثیں شروع ہوتیں کبھی کبھی بہت دیر تک بحث قائم رہتی''۔ ❶

چنانچہ ابوزہرہ حیاتِ امام ابوحنیفہؒ میں لکھتے ہیں :

حنفی مذہب میں اقوال کثرت سے موجود ہیں، اقوال کے تباین واختلاف کی بناء پر ان کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں، امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب سے مختلف روایات منقول ہوتی ہیں، کبھی ایک ہی مسئلہ میں ان دو مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں اور ائمہ مذاہب باہم مختلف الخیال ہوتے ہیں، کبھی صاحبینؒ کا آپس میں اختلاف ہوتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی مسئلہ میں امامؒ سے دو قول مختلف بیان کئے جاتے ہیں، پھر کبھی ایک قول سے آپ کے رجوع کا ذکر ہوتا ہے اور کبھی نہیں، پھر یہ معلوم کرنا بھی دشوار ہے کہ پہلا قول کونسا ہے اور پچھلا کون سا، آپؒ کے اصحاب وتلامذہ میں بھی اسی قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں : امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ بہت سے جزوی مسائل میں آپ سے اختلاف رکھتے تھے۔

اور پھر ترجیح دینے کا طریقہ بھی مختلف ہے، کبھی امام صاحبؒ کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے اور کبھی امام صاحبؒ کے قول کو چھوڑ کر (جس کی عدمِ تقلید پر اہلحدیث پر

---

❶: منيرة النعمان صفحه: 227.

آوازیں کسی جاتی ہیں) صاحبینؒ کے قول کوترجیح دی جاتی ہے۔

مزید رقمطراز ہیں :اگر صاحبین امام کے خلاف ہوں اور ان کا اختلاف زمانہ کے تبدیل شدہ حالات پرمبنی ہو، جیسے ظاہر العدالت شخص کی شہادت کی بناپر فیصلہ صادر کرنے کے مسئلہ میں، تو صاحبینؒ کے قول کو معتبر سمجھا جائے گا، کیونکہ ان کے زمانہ میں لوگوں کے حالات بدل چکے تھے، زراعت، معاملات اور اس قسم کے مسائل میں صاحبین کی رائے معتبر سمجھی جائے گی، کیونکہ اس پر متاخرین کا اجماع منعقد ہو چکا ہے (انتہیٰ) اور کبھی صرف امام ابو یوسفؒ کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔

اندازہ کیجیے! کس قدر سفید جھوٹ بولا جاتا ہے کہ حنفی مذہب میں اتفاق رائے پایا جاتا ہے جس کو شک ہو وہ حنفی فقہ کی چھوٹی کتاب قدوری اور بڑی کتاب ہدایہ جسے کالقرآن ❶ کہا جاتا ہے اُٹھا کر دیکھ لے تقریباً ہر صفحہ پر امام صاحبؒ اور امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کا اختلاف نظر آئے گا۔

حاشیہ: ❶: **ان الهداية كالقرآن قد نسخت**

ما صنفوا قبلها من الشرع من كتب . ❷

''بے شک ہدایہ قرآن جیسا ہے، تحقیق کہ اس ہدایہ نے منسوخ کر دی ہدایہ سے پہلے جو کچھ کتابیں تصنیف کی گئی تھیں شریعت میں''

یہی شعر فتح القدیر شرح ہدایہ کی نو جلدوں میں سے ہر ایک جلد کے ٹائٹل پر نہایت خوبصورتی کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔❸

---

❷: مقدمه هداية آخرين صفحه3منشوره شيخ محمد نظر وخواجه عبدالرؤف ۔

❸: فتح القدير مطبوعه عيسىٰ البابى الحلبى ۔

علمائے حنفیہ کمیٹی کے چند آدمیوں کے نام شمار کر کے چھوڑ دیتے ہیں جیسے مولانا بنوریؒ نے سولہ آدمیوں کے نام شمار کئے ہیں، چالیس آدمی کہے جاتے ہیں، لیکن تفصیل کے ساتھ ان چالیس افراد کے نام ولادت، وفات، تعلیمی کوائف اور مجلس میں شرکت وشمولیت کی وضاحت وسن ہجری آج تک کسی نے بیان نہیں کئے جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ حضرات اپنے دعویٰ میں صحیح نہیں ہیں اور اس کمیٹی کی حقیقت سراب سے زیادہ کچھ نہیں ہے اور اگر اس کی کچھ حقیقت ہوتی تو علماء حنفیہ تدوین قانون اسلامی کے لئے کوشاں کیوں ہوتے ؟ شائد یہی وجہ ہے کہ سابقہ فقہ حنفی فرسودہ ہو چکی ہے۔

علاوہ ازیں کتب فقہ حنفیہ کو اُٹھا کر دیکھیے صرف چند اصحاب کے نام (اور وہ بھی اختلاف رائے کے ساتھ نہ کہ اتفاق رائے سے) ملیں گے، باقی حضرات کا نام و نشان نہیں ہے کہنے کو تو 40 افراد کہے جاتے ہیں، لیکن کتب فقہ میں صرف معدودے چند کا ذکر کیا جاتا ہے جس سے اس مجلس کی قلعی کُھل جاتی ہے کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اور جیسے کتب فقہ حنفیہ کے مسائل کی صحیح سند امام ابوحنیفہؒ تک نہیں پہنچتی ہے اسی طرح ان 40 افراد کی مجلس کی صحیح سند بھی امام ابوحنیفہ ؒ تک نہیں پہنچتی ہے۔

کتب تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شمار کردہ اکثر اصحاب کوفہ کے علاوہ دیگر علاقوں میں آباد و مقیم تھے اور اپنے اپنے کام و شغل میں مصروف تھے، کئی کئی دن کی بحث کے لئے دُور دراز کا سفر با مشقت طے کر کے کیسے آسکتے تھے اور واپس اپنے

کام پر کب جاتے تھے؟ آج کل کی طرح ہوائی جہاز اور کاریں تو دستیاب نہیں تھیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ من گھڑت ہے اور اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

ہاں ایک ناممکن شکل ہوسکتی ہے جیسے کہ کتب فقہ حنفیہ میں یہ بے سروپا مسئلہ کھڑا کیا گیا ہے کہ آدمی مشرق میں رہ رہا ہے اور عورت مغرب میں آباد ہے، یعنی دونوں کے درمیان بعد المشرقین ہے، پھر ان دونوں کا نکاح ہو جاتا ہے اور اُدھر بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا اور یہ بھی یقین ہے کہ خاوند بیوی کے پاس نہیں گیا اور نہ ہی دونوں کی آپس میں ملاقات اور ملاپ ہوا ہے اس یقین کے ہوتے ہوئے بھی بچہ اسی خاوند کا ہے، کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ خاوند کرامتاً پہنچ گیا ہو یا ہوا کے ذریعے جماع کر لیا ہو۔ ❶

حاشیہ ❶ : ((كما تزوج المشرقى بمغربية بينهما مسيرة سنة فجاءت بولد لستة أشهر من يوم تزوجها والحق ان التصور شرط والتصور ثابت فى مغربية لثبوت كرامات الاولياء)) ❷ جیسا کہ مشرق میں رہنے والا نکاح کرے مغرب میں رہنے والی عورت کے ساتھ اور میاں بیوی کے درمیان ایک سال کی مسافت ہو تو اسی عورت کے ہاں چھ ماہ میں نکاح کے دن سے بچہ ہوا (تو یہ بچہ اسی مشرق میں رہنے والے خاوند کا ہے اگر چہ ملنا ثابت نہیں) اس لئے کہ بچہ کی پیدائش کے لئے جماع کا تصور ہی شرط ہے (اگر چہ جماع حقیقی نہ ہو) اور مغربیہ اور مشرقی کے درمیان جماع کا تصور ثابت ہے اس طرح سے کہ اولیاء کی کرامات سے ثابت ہوسکتا ہے کہ اس مشرقی آدمی نے اس مغربی عورت کے ساتھ کرامتہً آ کر جماع کیا ہو اور پھر راتوں رات واپس مشرق پہنچا ہو۔ مغفرتک (ابوعمر)

---

❷: بحر الرائق صفحہ169 جلد4، فتح القدير صفحہ 171 جلد4، شامی صفحہ684 جلد2 فی باب ثبوت النسب .

مسئلہ خاص نہیں ہے بلکہ عام بیان کیا ہے، کیا وہ تمام حضرات جن کے نکاح ہوتے ہیں وہ سب اولیاء اللہ ہوتے ہیں ؟ اور پھر کیا کرامت اولیاء کے اختیار میں ہوتی ہے ؟

آیا اولیاء اللہ ہوا کے ذریعے بھی جماع کیا کرتے تھے؟ اور یہ کیسے ممکن الوقوع ہوسکتا ہے؟ کیا آج تک اس فقہی مسئلہ پر کسی حنفی عالم نے ثواب حاصل کرنے اور اپنی فقہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے عمل کیا ؟

شائد اسی طرح اصحاب مجلس اپنے اپنے علاقہ وشہر میں رہ کر بھی مجلس میں شامل ہوجایا کرتے ہوں گے۔

بہرحال اختصار کے ساتھ اس کمیٹی کی صحیح پوزیشن واضح کردی ہے کہ مولانا شبلی نعمانی ہوں یا مولانا بنوری یا کوئی اور صاحب بغیر تحقیق کے مکھی پر مکھی مارتے چلے جارہے ہیں اور اس کی صحیح تحقیق کے لئے زحمت گوارا نہیں کرتے۔

ابتدا میں حنفی مذہب کے سچا ہونے کی دلیل اس کا کثرتِ اشاعت قرار دیا تھا اس کے متعلق عرض ہے۔

حنفی مذہب کی اشاعت کی وجوہات

(1) سرکاری مذہب

اسے خود حنفی مصنفین کی زبان سے پڑھیے، علامہ کوثری جو کہ ایک مشہور ومعروف متعصب حنفی ہیں فرماتے ہیں: بزور شمشیر و سیاست معتزلی مذہب کی ترویج و اشاعت کرنے والی معتزلی حکومت کے اراکین وافراد حنفی تھے جن میں امام ابوحنیفہؒ کا پوتا اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ بھی شامل تھا۔ ❶

جہمی حکومت کے بانی مامون الرشید کو مصنف انوار الباری نے حنفی المذہب قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ہارون الرشید نے مامون الرشید کو فقہ حنفی کی اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم دلائی تھی اور مامون کو فقہ حنفی سے خود بھی بڑی مناسبت تھی حتیٰ کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف سے مدافعت میں وہ بڑے بڑے محدثین کو لاجواب کر دیتا تھا۔ ❷

یاللعجب بڑے بڑے محدثین کو ہرزہ سرائیوں سے لاجواب کرنا بھی کمال اور موجبِ فخر ٹھہرا، معتزلی حکومت کی طرف سے شائع کردہ ایک طویل نظم میں

---

❶: تأنيب الخطيب الكوثرى صفحه2بحواله اللمحات صفحه71۔

❷: مقدمه أنوار البارى صفحه94جلد1بحواله اللمحات صفحه72۔

صاف طور پر صراحت کی گئی ہے کہ ''ہم جس مذہب کی تبلیغ واشاعت بزورِ شمشیر حکومت کررہے ہیں وہ حنفی مذہب ہے '' ❶

اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ شبلی نعمانی سیرت النعمان میں (مذہب حنفی کی ترویج کے بارے میں) فرماتے ہیں: ایک خاص بات یہ ہے کہ عنانِ حکومت جن لوگوں کے ہاتھ میں رہی وہ اکثر فقہ حنفی ہی کے پابند تھے۔

نیز علامہ شبلیؒ فرماتے ہیں: چنانچہ خلیفہ مہدی عباسی نے 166ھ میں ان (ابویوسف) کو قاضی کی خدمت دی، مہدی کے بعد اس کے جانشین نے بھی ان کو اسی عہدہ پر بحال رکھا، لیکن ہارون رشید نے ان کی لیاقتوں سے واقف ہوکر تمام ممالک کا قاضی القضاۃ مقرر کیا اور یہ وہ عہدہ تھا جو اس وقت تک اسلام کی تاریخ میں کسی کو نصیب نہیں ہوا، قاضی صاحب (ابو یوسف) نے سررشتہ قضاء میں جو ترقیاں کیں ان کی تفصیل خود ان کی لائف میں لکھی جائیں تو لکھی جا سکتی ہیں۔ ❷

اب ذرا احمد ابی داؤد کو پہچانیئے جن کو قضاء کا عہدہ نصیب ہونے پر شبلی صاحبؒ فخر کرتے ہیں یہ وہی احمد بن ابی داؤد ہے جو خلق قرآن کے مسئلے میں

---

❶: قضاۃ مصر الکندی صفحہ451و 452بحوالہ اللمحات صفحہ72.

❷: سیرۃ النعمان' صفحہ: 229.

امام احمد بن حنبلؒ کے حریف رہے ہیں، چالیس سالہ معتزلی حکومت دراصل اس کے وزیراعظم احمد بن ابی داؤد (مولود 160ھ ومتوفی 240ھ) کے ہاتھ تھی، وہ بذاتِ خود معتزلی وجہمی ہونے کے ساتھ ساتھ حنفی المذہب بھی تھا۔ [1]

اب معتزلی وجہمی فرماں رواؤں کے حنفی ہونے کے گُر بھی شبلی صاحبؒ کی زبانی سُنیے:

امام صاحبؒ کی یہ آراء نہایت غور وتحقیق وتجربہ کے بعد قائم ہوئی تھیں (یعنی اہل قبلہ کو مومن قرار دینا) بڑے بڑے بانیانِ مذہب انہی کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے اور امام صاحبؒ کو ان سے ملنے کا موقع حاصل ہوا تھا، خارجیوں کا صدر مقام بصرہ تھا جو امام صاحبؒ کے شہر سے نہایت قریب تھا، واصل بن عطاء اور عمر بن عبید جو مذہب اعتزال کے بانی اور مروّج تھے بصرہ ہی کے رہنے والے اور امام صاحبؒ کے ہمعصر تھے جہم بن صفوان جس کے نام پر فرقہ جہمیہ مشہور ہے اسی زمانے میں تھا، امام صاحبؒ ان میں سے اکثر سے ملے اور ان کے خیالات سے مطلع ہوئے تھے، ان فرقوں کی نسبت جو اقوال مشہور تھے کچھ تو سرے سے غلط اور افتراء تھے بعض کی تعبیر غلط طور پر کی گئی تھی، بعض دراصل لغو اور باطل تھے لیکن

---

[1]: لسان المیزان صفحہ 171 جلد1 بحوالہ فہرست ابن ندیم و جواہر المفتیہ فی طبقات الحنفیہ صفحہ 56 و 57 جلد1 بحوالہ اللمحات صفحہ 72.

کفر کی حد تک نہ پہنچے اس لئے امام ابوحنیفہؒ نے یہ عام حکم دیا کہ اہل قبلہ سب مومن ہیں۔ ❶

جب معتزلہ، جہمیہ، خوارج کو امام ابوحنیفہؒ کی طرف سے اسلام کا سرٹیفکیٹ ملا تو وہ بطور احسان چکانے کے بزورِ شمشیر و سیاست اسی مذہب حنفی کی اشاعت وترویج کرتے رہے۔ (ابوعمرؔ)

(2) حنفی مذہب میں وسعت

خود شبلی نعمانیؒ نے سیرت النعمان صفحہ 241 میں فرمایا ہے: اس میں (مذہب حنفی میں) وہ وسعت اور آزادی پائی جاتی ہے جو اور آئمہ کے مسائل میں نہیں پائی جاتی۔

اُمراء وسلاطین کا اس مذہب کی طرف مائل ہونا اس وجہ سے ہے کہ مذہب حنفی ان کی طبیعت اور خواہش کے موافق ہے، کیونکہ امراء اور سلاطین کی طبیعت میں بھی آزادی پائی جاتی ہے اور مذہب حنفی میں بھی، اُمراء اور دیگر لوگ اصل میں نفس کے پیرو ہوتے ہیں کوئی مذہب بھی موافق مل گیا تو انہوں نے غنیمت سمجھا۔ مذہب حنفی کے پھیلاؤ کے لئے درحقیقت امام ابو یوسفؒ اور ہارون الرشید باعث بنے وہ اس طرح کہ امام ابو یوسفؒ ہارون الرشید کی خواہش نفسانی کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے تو وہ آہستہ آہستہ ہارون الرشید کے درباری مولوی بن گئے،

---

❶: سیرت النعمان صفحہ:152.

قاضی ابویوسف ہارون الرشید کی ہر خواہش پر یوں اُترے کہ ہارون الرشید کہنے لگے :۔

((هذا لا يعزل أبدا)) ❶ ''یہ قاضی کبھی نہیں معزول ہوگا ''

ابن خلکان نے قاضی ابویوسفؒ کی مقبولیت ہارون الرشید کے دربار میں یوں لکھا ہے: رات کو سوتے وقت قاضی ابویوسفؒ کے پاس ہارون الرشید کا آدمی پہنچا کہ بادشاہ نے بُلایا ہے بے وقت بلاوا سُن کر گھبرائے پھر لباس بدل کر دربار میں پہنچے تو ہارون الرشید کو تنہا پایا لیکن عیسیٰ بن جعفر بھی پاس ہے ہارون رشید نے بلاتمہید قاضی ابویوسفؒ سے کہا اس عیسیٰ بن جعفر کے پاس ایک لونڈی ہے میں اس سے مانگتا ہوں وہ نہیں دیتا، اگر نہ دے گا میں اس کو قتل کروں گا، امام ابویوسفؒ نے کہا کہ عیسیٰ تجھے کیا مجال کہ امیر المومنین سے لونڈی روکے، عیسیٰ بن جعفر نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اس لونڈی کو نہ بیچوں گا اور نہ کسی کو ہبہ کروں گا، تو ہارون الرشید نے قاضی ابویوسفؒ سے کہا کوئی راستہ ہے؟

قاضی صاحبؒ نے کہا ہاں وہ آدھا آپ پر بیچ دے اور آدھا ہبہ کرے تو اس کی قسم بھی پوری ہوگی آپ کا مطلب بھی، عیسیٰ بن جعفر کو ایسا کرنا ہی پڑا تو ہارون نے ایک لاکھ دینار لونڈی کی نصف قیمت دے دی، اسی وقت لونڈی طلب ہو کر آئی تب ہارون الرشید نے قاضی ابویوسفؒ سے کہا مسئلہ تو حل ہوا مگر ایک

---

❶: ابن خلکان۔

بات باقی ہے قاضی ابو یوسفؒ نے کہا کہ وہ کیا ہارون الرشید نے کہا کہ لونڈی کے استبراء رحم کے لئے کچھ دن انتظار کرنا پڑے گا مگر آج رات بھی صبر نہیں کرسکتا قاضی صاحبؒ نے فرمایا کوئی حرج نہیں یہ خواہش بھی پوری ہوگی لونڈی کو آزاد کیجیے تو عدت ساقط ہوجائے گی، ہارون الرشید نے ایسا ہی کیا اور بہت خوش ہوا، قاضی صاحبؒ کو انعام میں بیس جوڑے اور دو لاکھ درہم دیے۔ [1]

اسی طرح کردری نے مناقب الامام کے جلد 2 صفحہ 132 میں ذکر کیا ہے کہ موسیٰ الہادی نے ایک بہت ہی خوب صورت لونڈی دیکھی تو بہت مال صرف کر کے لونڈی کو خریدا تو اب اُس کے استبراء رحم کو ساقط کرنا چاہا فقہاء نے کہا کہ استبراء ضروری ہے یا آزاد کر کے نکاح کرنا، تو ہادی نکاح کرنا نہیں چاہتے تھے، تو ہادی کہنے لگے کہ اگر امام ابوحنیفہؒ زندہ ہوتے تو یہ مسئلہ حل ہوجاتا، کسی نے کہا کہ اس مسئلے کے حل کے لئے قاضی ابو یوسفؒ جو ہے تو قاضی کو حاضر کیا گیا جب حاضر ہوا تو کہا کہ خلیفہ اپنے بعض خادموں سے اس کا نکاح کردے پھر اس لونڈی کو اپنے قبضے میں لے کر اس خادم سے طلاق دلائے اس کو وطی کرنے سے پہلے پھر مالک بلا استبراء رحم وطی کرے ہادی کو یہ حیلہ پسند آیا اور دس ہزار درہم انعام دیا۔ سبحان اللہ۔

---

[1]: مناقب الامام للکردری صفحہ 13/29 جلد 2 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، حسن البیان صفحہ 147 بحوالہ ابن خلکان۔

اسی مسئلہ پر شمس الائمہ سرخسی تقریباً پندرہ سال کی قید بامشقت کاٹ رہے ہیں اور قاضی ابویوسفؒ بلاجھجک انعامات واکرامات حاصل کررہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ شمس الائمہ سرخسی "بلادخاقانها" گئے لیکن وہاں کچھ وقت نہیں تھا کہ اس کو جیل میں رکھا گیا یہ واقعہ 66ھ کا ہے۔

جیل میں رکھنے کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے فتویٰ دیا کہ خاقان جو اپنے آزاد کردہ لونڈی سے عدت گزرنے سے پہلے شادی کر کے ہمبستری کرتے ہیں یہ حرام ہے تو خاقان نے اس کو فتویٰ کی وجہ سے اوزکندہ کی جیل میں تقریباً پندرہ سال تک رکھا، قاضی صاحب کا ہر دو فتویٰ شرعاً غلط ہے کیونکہ حدیث شریف میں صراحۃً آیا ہے :((عن أنس بن مالك قال قد مناخيبر فلما فتح الله عليه الحصن ذكرله جمال صفية بنت حيى بن الأخطب وقد قتل زوجها وكانت عروسافاصطفاها النبىﷺ لنفسهٖ فخرج بها حتىٰ بلغنا سدالصهباء حلت فبنى بها رسول اللهﷺ)) ❶

((وعنه أن رسول اللهﷺ أعتق صفية وتزوجها وجعل عتقها صداقها وأولم عليهابحيص)) ❷

"انس بن مالکؓ فرماتے ہیں ہم خیبر گئے جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ

---

❶: بخاری' صفحہ: 405' جلد: 1' صفحہ: 606' جلد: 2۔ ❷: بخاری' صفحہ: 777۔

علیہ وسلم پر قلعہ فتح کیا تو آپ ﷺ کے سامنے صفیہ بنت حیی بن الاخطب کے جمال کا ذکر کیا گیا اور اس کا خاوند اسی غزوہ میں قتل کیا گیا تھا یہ نئی شادی شدہ تھی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے لئے چُنا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ سد الصہبا مقام تک پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہوگئی تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے بنا (رخصتی) کیا''۔

''انسؓ فرماتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے صفیہؓ کو آزاد کیا، پھر اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی ہی کو مہر گردانا اور اس پر ولیمہ کیا (کھجور، پنیر، گھی کے) حلوہ سے''۔

یہ حدیث صریح ہے اس پر کہ اپنی معتقہ کے لئے استبراء رحم ضروری ہے جیسے کہ صفیہؓ کا رسول اللہ ﷺ نے استبراء رحم کیا۔

قاضی صاحب ((لعن اللہ الیہود و النصاریٰ استحلوا محارم اللہ فی الحیل)) کی وعید کی پرواکئے بغیر دھڑا دھڑ حیلے بنا کر ہارون الرشید کو لونڈیوں سے لطف اندوز کررہے ہیں۔ اور خود دنیائے دنی کمارہے ہیں۔ أستغفر اللہ

یہ لوگ امراء کا قرب حاصل کرنے کے لئے آپس میں بھی لڑتے تھے۔

شمس الائمہ سرخسیؒ کہتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے درمیان نفرت کے اسباب تھے خاص سبب یہ ہے کہ کہتے ہیں خلیفہ ہارون الرشید کے ہاں امام محمدؒ

کا ذکر ہوا تو خلیفہ نے امام محمدؒ کی تعریف کی تو امام ابو یوسف کو ڈر ہوا کہ کہیں امام محمد کو خلیفہ اپنا مقرب نہ بنا لے تو امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ سے تنہائی میں ملا کہ کیا مصر کی قضاء چاہتے ہیں، امام محمدؒ نے کہا کہ آپ کا کیا مقصد ہے؟ امام ابو یوسفؒ نے کہا کہ ہمارا علم عراق میں تو ظاہر ہو چکا ہے میں چاہتا ہوں کہ مصر میں بھی ظاہر ہو، امام محمدؒ نے کہا ٹھہریے تاکہ میں سوچوں اور مشورہ کرلوں اپنے ساتھیوں سے، جب مشورہ کیا تو ساتھیوں نے کہا امام ابو یوسفؒ کی غرض علم پھیلانا نہیں بلکہ آپ کو خلیفہ کے دربار سے ہٹانا ہے، پھر خلیفہ نے ابو یوسفؒ کو حکم دیا کہ امام محمدؒ کو حاضر کردے ابو یوسفؒ نے خلیفہ کو کہا کہ امام محمدؒ میں تو کوئی بیماری ہے جس کی وجہ سے دربار کی حاضری کے لائق نہیں ہے خلیفہ نے کہا کہ کیا بیماری ہے؟ امام ابو یوسفؒ نے کہا کہ سلسل بول کی جس کی وجہ سے خلیفہ کے سامنے بہت نہیں بیٹھ سکتا ہے تو خلیفہ نے کہا کہ اگر کوئی ایسی بات ہو تو اُٹھنے کی اجازت دیں گے، پھر امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ سے تنہائی میں ملا اور کہا کہ امیر المومنین آپ کو بُلاتے ہیں اور وہ ایک پریشان آدمی ہے تو ان کے پاس زیادہ نہ بیٹھے جب میں آپ کو اشارہ کروں گا تو آپ اُٹھ کر باہر نکلیے اور پھر آجایئے، تو خلیفہ نے اس کو بہت پسند فرمایا کیونکہ وہ صاحب جمال وکلام تھے تو آپ کے کلام کو بھی پسند کیا تو امام محمدؒ کی طرف سے متوجہ ہو کر ان سے محو گفتگو ہوا تو گفتگو کے عین مٹھاس کے وقت قاضی ابو یوسفؒ نے امام محمد کو اشارہ کیا کہ اُٹھ' تو کلام کو قطع کر کے مجلس سے باہر

نکلا تو خلیفہ نے کہا کہ اگر اس کے اندر یہ بیماری نہ ہوتی تو ضرور ہم اُسے اپنی مجلس کی زینت بناتے، پھر محمدؒ سے کہا کہ اس وقت کیوں نکلے؟ تو فرمایا کہ مجھے علم تھا کہ اسی موقع پر میرے لئے اُٹھنا مناسب نہیں مگر ابو یوسفؒ میرا استاذ ہے تو اس کی مخالفت میں نے پسند نہ کی، پھر امام محمدؒ کو امام ابو یوسفؒ کے کرتب کا پتہ چلا تو اس کو بددُعا دی کہ اے اللہ! ابو یوسف کی موت کا سبب اسی بیماری کو بنا جس کا مجھے متہم کیا، تو آپ کی دُعا قبول ہوئی، جب امام ابو یوسفؒ فوت ہوئے تو امام محمدؒ اس کے جنازے کے لئے نہ نکلے۔ [1]

کتب تواریخ واقوال علماء سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب حنفیہ کی مقبولیت اور اکثر اُمراء کے حنفی ہونے کے اسباب یہ ہیں کہ مذہب حنفی امراء اور عوام کے خواہشات کو پورا کرنے میں بڑی حد تک ممد ہے، چنانچہ اس سلسلے میں مؤرخین کے نصوص وتصریحات ہم نے نقل کئے ہیں تا کہ اپنے دعوے کے لئے برہان ہو۔

تقلید کی حقیقت

سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ حضرت شیخ الجامعہ دیوبند نے فرمایا کہ ہم چونکہ مقلد ہیں اس لئے ہم مجبور ہیں اپنے امام کی تقلید میں۔ الخ

---

[1]: مقدمة مبسوط السرخسی صفحہ 2'3 جلد 1، مناقب الامام للکردری صفحہ: 165' جلد: 2' صفحہ: 166۔

تقلید کی اصطلاحی تعریف خود احناف نے یوں کی ہے:۔

((التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجة فالرجوع إلی النبی ﷺ أوالی الاجماع لیس منه وکذاالعامی إلی المفتی و القاضی إلی العدول لایجاب النص علیها)) ❶

غزالی المستصفیٰ میں فرماتے ہیں کہ ((التقلید هوقبول قول بلاحجة ولیس ذالك طریقا إلی العلم لافی الأصول ولا فی الفروع...قول المفتی والشاهد لزم بحجة الاجماع فهو قبول قول بحجة فلم یکن تقلیدا فانا نعنی بالتقلید قبول قول بلاحجة فحیث لم تقم حجة ولم یعلم الصّدق بضرورة ولا بدلیل))

''کسی غیر کی بات پر بغیر دلیل کے عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں تو نبی کریم ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید میں سے نہیں اسی طرح عامی کا مفتی اور قاضی کا عادل گواہوں کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں اس لئے کہ ان کی طرف رجوع نص نے واجب قرار دیا ہے''

''کسی بات کو بغیر حجت قبول کرنا تقلید ہے اور تقلید علم تک پہنچنے کے راستوں

---

❶:مسلم الثبوت صفحہ 350 مطبوعہ مطبعة الحسنیه المصریة' فواتح الرحموت مع المستصفیٰ للغزالی 'صفحہ:400 جلد:1۔

میں سے کوئی راستہ نہیں نہ اصول میں اور نہ فروع میں، مفتی اور شاہد کا قول دلیل اجماع سے ثابت ہے تو یہ کسی کی بات حجت کے ساتھ قبول کرنا ہوا اور تقلید نہیں ہوا کیونکہ ہماری مراد تقلید سے کسی بات کو بلا دلیل قبول کرنا ہے اس طرح کہ اس پر دلیل قائم نہ ہو اور نہ اس کا صدق بداہتہ اور دلیل سے معلوم ہو"۔

((فالاتباع فيه إعتماد على الجهل)) ❶

" تو تقلید کی اتباع جہالت پر اعتماد کرنا ہے "۔

ابن الہمامؒ فرماتے ہیں :((التقليد العمل بقول من ليس قوله إحدى الحجج بلاحجة منها فليس الرجوع إلى النبى ﷺ والإجماع منه)) ❷

"تقلید اس شخص کے قول پر عمل کرنے کو کہتے ہیں جس کے قول ادلہ اربعۃ میں سے نہ ہو بغیر دلیل کے تو نبی کریم ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع کو تقلید نہیں کہتے ہیں "۔

جب تقلید کی تعریف خود احناف نے کی تو خود احناف فرماتے ہیں کہ ہمارے امام العقیدہ ابوالحسن اشعری کے نزدیک مقلد کا ایمان تک صحیح نہیں۔

چنانچہ ابن السبکی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں :((وعن الأشعرى

---

❶ : المستصفیٰ مع فواتح الرحموت صفحہ384جلد2.

❷ : التحریر صفحہ547.

لايصح إيمان المقلد)) ❶

اسی طرح مسلم الثبوت صفحہ 350 اور فواتح الرحموت جلد 2 صفحہ 401 میں ہے۔

اور ائمہ اربعہ کے نزدیک مقلد کا ایمان تو صحیح ہے مگر گنہگار ہے دیکھو مسلم الثبوت صفحہ:350 فواتح الرحموت جلد 2 صفحہ 401 التحریر صفحہ 548۔

اسی طرح التحریر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر علم واجب ہے ((ولا يحصل بالتقليد لامكان الكذب)) ❷

مگر یہ علم تقلید سے حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں جُھوٹ کا امکان ہے۔

علامہ احمد علی سہارنپوری حاشیہ بخاری میں فرماتے ہیں :

((إن البخارى تبع أبا عبيدة فلحقه آفة التقليد)). ❸

ایک نامعلوم مُصنف رسالہ فی دفع الوسواس عن قول بعض الناس جو بخاری جلد 2 کے شروع میں لگا ہوا ہے فرماتے ہیں:

((قال الحافظ العينى كأنه لم يفحص عن ذلك كما ينبغى فقلد أباعبيدة والآفة من التقليد)) ❹

مستصفیٰ میں ہے کہ تقلید آفت ﴿فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِى الْاَبْصَارِ﴾ اور ﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ﴾ کے خلاف ہے۔

---

❶: جمع الجوامع صفحہ403 جلد3۔

❷: التحریر صفحہ548۔

❸: حاشیہ بخاری صفحہ:679 'ج:2' تفسیر سورۃ یوسف

❹: دفع الوسواس صفحہ16۔

دیکھو المستصفیٰ صفحہ 386 جلد 2 مقلد کو لا مذہب قرار دیتے ہیں دیکھو سلم الوصول شرح نہایۃ السول صفحہ 528 جلد 4 ۔ یاد رکھیے کہ احناف عقائد میں ابوالحسن اشعریؒ اور ابومنصور ماتریدی کے پیروکار ہیں اور فروع میں امام ابوحنیفہؒ کے۔

چنانچہ السید احمد الطحطاوی الحنفی، الطحطاوی شرح مراقی الفلاح صفحہ 4 میں احناف کو اہل السنۃ والجماعۃ ثابت کرنے کے لئے فرماتے ہیں: ((والمراد بالعلماء هم أهل السنّة والجماعة وهم أتباع ابی الحسن الاشعری وأبی منصور الماتریدی رضی الله تعالیٰ عنهما))

آہ! یعنی ''علماء سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل السنۃ والجماعۃ سے مراد ابوالحسن اشعری اور ابومنصور ماتریدی کے اتباع ہیں''۔

حالانکہ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ((ومن أهل السنة والجماعة مذهب قديم معروف قبل أن يخلق الله أباحنفية ومالكاً والشافعی واحمد فانه مذهب الصحابة الذين تلقوه عن نبيّهم)) [1]

''اہل سنت والجماعۃ میں سے ایک پُرانا معروف مذہب ہے جو کہ یہ مذہب موجود تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ کو پیدا نہیں کیا تھا یہ ان صحابہ کا مذہب ہے جنہوں نے اس مذہب کو اپنے نبیؐ سے بالمشافہ اخذ کیا تھا''۔

---

[1]: منهاج السنة 'صفحه: 256'جلد: 1

جب احناف کے امام ابوالحسن اشعری کے ہاں مقلد کا ایمان تک صحیح نہیں اور علامہ عینی کے نزدیک تقلید آفت ہے غزالی کے ہاں مقلد جاہل ہے نیز غزالی کے ہاں مقلد ﴿ فَاعْتَبِرُوْا يَآاُولِي الْاَبْصَارِ ﴾﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ﴾ کے مخالف ہے قاضی محمد نجیب کے ہاں مقلد لامذہب ہے تو پھر تقلید کے وجوب کا کیا معنی ؟

ایک مولوی صاحب تو جوش تقلید میں یوں لکھ گیا ہے ﴿وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ﴾❶ کے تحت :((إن الاية دليل علىٰ ان كل مجتهد فى مسئلة لاقاطع فيها مصيب فحكم الله تعالىٰ فى حقه وحق مقلده ما أدى اليه إجتهاده فيها ولا حكم له سبحانهٗ قبل الاجتهاد وهو قول جمهور المتكلمين منا كالاشعرى والقاضى)) ❷

”بے شک اس آیت میں دلالت ہے اس بات پر کہ مجتہد پر اس مسئلے میں جس پر نص قاطع نہ ہو تو اس میں مصیب ہے تو اللہ کا حکم اس مسئلے میں اس کے مقلد کے بارے میں وہی ہے جو اس مجتہد کا اجتہاد پہنچ چکا ہے اور اس مجتہد کے اجتہاد سے

---

❶: سورۃ الأنبياء آیت: 79 ۔

❷: روح المعانی صفحہ25 جلد9 ۔صفحہ:75' جلد:17 طبع بیروت ”الذهبی “

قبل اس مسئلے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نہیں تھا یہی قول ہے ہم میں سے جمہور متکلمین (عقیدہ بیان کرنے والوں) کا جیسے اشعری اور قاضی ''۔

یہ ہے تقلید کی تعریف اور یہ ہے شیخ الہند وغیرہ کا نظریہ۔

یہ عجیب منطق ہے اگر امام بخاری تقلید کرے تو آفت مگر ان کے لئے تقلید آفت نہیں بلکہ واجب ہے، اسی طرح مولوی گجراتی، انوار نعمانی صفحہ 72 میں فرماتے ہیں :۔

تقلید أبی هریرة وإن کان فقیها مقابلہ نصوص کب واجب ہے۔

لانا إمرنا باتباع کتاب اللّٰہ وسنة نبیه صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ را انصاف کیجیے اگر تقلید امام ابوحنیفہؒ کے بارے آتی ہے تو فرماتے ہیں کہ ((یجب علینا تقلید إمامنا)) یعنی ہم پر ہمارے امام کی تقلید واجب ہے اگرچہ دلائل حدیثی ان کے خلاف ہیں اور جمہور اُمت بھی ان کے خلاف اور جب ابوہریرہؓ صحیح حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں تو اوّل تو ابوہریرہؓ کی فقاہت ماننے سے گریز کرتے ہیں، اگر بادل ناخواستہ ابوہریرہؓ کی فقاہت کو تسلیم بھی کیا جائے تو ابوہریرہؓ کی تقلید کب واجب ہے؟ برین عقل ودانش بہ باید گریست۔

حالانکہ اسی انوار نعمانی میں یہی فضل الدین گجراتی صاحب اصولِ فقہ کی تصریح خود نقل کرتے ہیں: ((تقلید الصحابی واجب یترکه به

القیاس))❶

''صحابی کی تقلید واجب ہے اس سے تابعین کے قیاس کو چھوڑا جا سکتا ہے ''

فرض محال اگر امام ابوحنیفہ؄ کو تابعی بھی مانا جائے تو تب بھی ابو ہریرہؓ کے موقوف قول کے سامنے بنا بر اصول حنفیہ امام صاحب؄ کے قول کو ترک کرنا واجب ہے چہ جائیکہ ابو ہریرہؓ مرفوع حدیث روایت کرر ہے ہوں، حالانکہ امام ابوحنیفہ؄ کے مصراۃ کے مسئلے میں سوائے قیاس کے اور کوئی دلیل نہیں جو مسئلہ مذکورہ میں نص قاطع ہو۔

حالانکہ چاروں اماموں نے فرمایا

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا :

1. میرے قول کی دلیل دیکھے بغیر فتویٰ دینا جائز نہیں۔ ❷
2. جب صحیح حدیث آجائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ ❸
3. نبی ﷺ کی حدیث اور صحابہ کے اقوال کے مقابلے میں میرا قول ردّ کردو۔
4. میری تقلید مت کریں۔ ❹

---

❶: انوار نعمانی صفحہ 65، نور الانوار صفحہ 216 مطبوعہ لکھنؤ۔ ❷: مقدمہ ھدایہ .

❸: ردّالمحتار . ❹: عقدالجید .

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا:

سب کی بات کو ردّ کیا جا سکتا ہے سوائے محمد ﷺ کی بات کے۔ ❶

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

جو بغیر تحقیق کے بات مانے وہ گھر سانپ لے جا رہا ہے۔ ❷

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

نہ میری تقلید کرو نہ امام مالکؒ کی نہ امام شافعیؒ کی اور نہ امام اوزاعیؒ کی، دین وہاں سے لو جہاں سے اُنھوں نے لیا۔ (یعنی قرآن وحدیث)

''تقلید اندھاپن ہے''۔

چاروں اماموں کے اقوال سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ وہ سب امام اور سب صحابہؓ اہلحدیث تھے، یعنی ان کا مسلک یہ تھا کہ نبیؐ کے قول کے مقابلے میں ایک اُمتی کا قول حجت نہیں، اسی لئے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ''نبی کے قول کے مقابلے میں میرے قول کو چھوڑ دو'' یہی بات امام مالکؒ نے بیان فرمائی۔ امام شافعیؒ نے امام احمدؒ کو کہا کہ آپ کے نزدیک کوئی حدیث ثابت ہو جائے تو ہمیں بتلا دیجیے تا کہ ہم اس پر عمل کریں اور دوسرے اقوال کو نہ دیکھیں۔

---

❶: عقدالجید .

❷: اعلام الموقعین.

ان اماموں میں سے کوئی بھی اپنے استاد کی تقلید نہیں کرتا تھا بلکہ یہ تمام بزرگ تقلید شخصی کے سخت خلاف تھے کیونکہ یہ کفر ہے۔

مسلمان بھائیو! آخرت میں نجات چاہتے ہو تو صرف اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی پیروی کو اپنا مِشن بنا لو اور قرآن و حدیث کو اپنا مسلک بنالو۔

"سبحانک اللھم ربنا وبحمدک أشھد ان لا الہ إلا انت أستغفرک وأتوب الیک"۔

سلفیانِ ملت

ہم لوگ ہیں توحیدِ الٰہی کے پرستار — ہر حال میں ہیں متبعِ سیدِ ابرار

آیاتِ الٰہی کے ہیں پابند ازل سے — بس ہے ہمیں اللہ کے محبوب کی گفتار

کافی ہے ہمیں اسوۂ پیغمبرِ خاتم — روشن ہیں ہمارے لئے اصحاب کے آثار

ہم وہ ہیں کہ اسلاف کی عظمت کے امیں ہیں — بچتے ہیں ہمیں غیر کے افکار نہ کردار

سرمایہ ہمارا ہے حدیثوں کے جواہر — رہبر ہیں ہمارے لئے قرآن کے انوار

قرآن و حدیثِ شہِ کونین سے ہٹ کر — پیمانہ دیں کوئی ہمارا ہے نہ معیار

بھاتے نہیں ہم کو لعب و لہوِ زمانہ — رکھتے نہیں ہم عشرتِ دوراں سے سروکار

منکر کے ہیں منکر تو اوامر کے ہیں امر — بدعت سے گریزاں ہیں تو ہیں شرک سے بیزار

ہر دور کے الحاد پہ ہم گرز گراں ہیں — ہم ہیں سرِ باطل پہ لٹکتی ہوئی تلوار

حق جوئی میں دراک ہیں حق گوئی میں بے باک

حق ہی کے طلبگار ہیں حق ہی کے طرفدار

(علیم ناصری)